عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۲۰ تا ۲۸؍جمادی الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱؍دسمبر ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۴۸

علم الٰہی کا شرف اور امتیازی شان

پاکستان میں دہشت گردی کی نئی لہر

کسب حلال کی اہمیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

وراثت کی تقسیم

س:۱:......جس پر وراثت کی تقسیم کا قرض موجود ہو اس کو حج ادا کرنا کیسا ہے؟

س:۲:...... وراثت اپنے طور پر تقسیم کرے اگر کوئی وارث اس حصے کو لینے سے انکار کرے تو گناہگار ہوگا؟

س:۳:...... ۱۲ سال قبل ۷ میں سے دو افراد کو حصہ ادا کیا، باقی پانچ کو کس حساب سے حصہ دیا جائے گا، موجودہ مالیت کا اعتبار ہوگا یا بارہ سال قبل جو رقم بنتی تھی وہ ادا کی جائے گی؟

ج:۱:......صورت مسؤلہ میں اگر حج فرض ہو چکا ہو تو اسے ادا کرنا ضروری ہے۔ وراثت کی تقسیم کر کے تمام ورثاء کو ان کے حصے ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ ایک کام کی وجہ سے دوسرے کو چھوڑ دینا یا ٹال مٹول کرنا درست نہیں، جب کہ بلا عذر ایسا کرنے سے سخت گناہگار ہوگا۔

ج:۲:...... اگر ہر وارث کو اس کے شرعی حصے کے مطابق پورا پورا حق دیا جائے پھر بھی وہ لینے سے بلاوجہ انکار کرے تو دینے والا شخص گناہگار نہیں ہوگا۔ اگر صاحبِ حق نے لینے سے انکار کر دیا اور اپنا حق معاف بھی نہیں کیا، تو اس کا حصہ علیحدہ کر دینا ضروری ہے، بلاضرورت اور بلا اجازت اس کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر صاحبِ حق کو پورا حق نہ دیا جا رہا ہو تو اس کو لینے سے انکار کر دینا درست ہے، ایسے میں اس شخص کو راضی کر کے پورا حق دینا ضروری ہے نہیں تو حق نہ دینے والے گناہگار رہوں گے۔

ج:۳:...... وراثت اگر جائیداد کی شکل میں موجود ہو تو بارہ سال پہلے جن دو افراد کو حصہ دیا گیا ہے، اگر وہ اس وقت ان کے شرعی حصہ کے مطابق تھا تو یہ درست ہے، اب ان دو افراد کو مزید مطالبہ کرنے کا حق نہیں۔ مگر باقی کے جن پانچ افراد کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا تو انہیں آج کے حساب سے جائیداد کی جو بھی مارکیٹ ویلیو بنتی ہو اس کے مطابق ان کا حصہ دینا ضروری ہے۔ بارہ سال پہلے والا حساب نہیں لگایا جائے گا اور اگر وراثت نقدی کی شکل میں تھی تو بارہ سال پہلے ہر حصے دار کو جو رقم ملی تھی آج بھی وہی رقم ملے گی۔ لیکن اتنے سالوں تک ورثاء کو ان کے حصے کی رقم نہ دینے کا گناہ الگ ہوگا۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کے علاوہ تمام ورثاء سے معافی مانگنا بھی ضروری ہے۔ واللّٰہ أعلم بالصّواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۳ — ۲۰ تا ۲۸؍جمادی الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱؍دسمبر ۲۰۲۴ء — شمارہ:۴۸

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
پاکستان میں دہشت گردی کی نئی لہر	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
علم الٰہی کا شرف اور امتیازی شان	۸	مولانا ابراہیم دیولا، گجرات
حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ کے کارنامے (۲)	۱۳	حضرت مولانا سیّد محمد میاں ؒ
کسبِ حلال کی اہمیت	۱۷	مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی
ڈاکٹر فریدیؒ صاحب... چند یادیں	۲۰	مولانا محمد ساجد، بھکر
تبصرۂ کتب	۲۲	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
حضرت مولانا قاضی عبدالکریمؒ آف کلاچی	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۷۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات و واقعات

عہدِ نبوت کے ماہ و سال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۱۰۶ فصل:... ۳ہجری کے واقعات

۳۱:... نیز اسی سال غزوۂ اُحد میں حضرت انس بن النضر رضی اللہ عنہ (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا) شہید ہوئے، اور کفار نے ان کی لاش مبارک کو مسخ کردیا کہ پہچانے نہیں جاتے تھے، ان کی ہمشیرہ محترمہ ربیع بنتِ نضر نے انگلیوں کے نشانات سے ان کی شناخت کی۔ انہی شہدائے اُحد کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: ''رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ'' (الاحزاب:۲۳) ترجمہ:... ''کچھ مردوں نے سچ کر دِکھایا جس کا عہد باندھا تھا اللہ سے۔''

۳۲، ۳۳:... اسی سال غزوۂ اُحد میں بہت سے کافر مارے گئے جن کی تعداد تیئیس یا اس سے زیادہ، بلکہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں: ''حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے تیس سے زیادہ کافر جہنم رسید کئے، بعد ازاں خود بھی شہید ہوگئے۔'' مندرجہ ذیل کفار قابلِ ذکر ہیں:

۱- دُشمنِ خدا اُبیّ بن خلف، اُمیہ بن خلف کا بھائی جو غزوۂ بدر میں قتل ہوا تھا، اس بدبخت اُبیّ نے غزوۂ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو... نعوذ باللہ... قتل کرنے کے ارادے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا حملہ کیا تھا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے نیزے کے ساتھ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں تھا، اس کو مارا، جس سے اس کی پسلیاں اور ہنسلی ٹوٹ گئی اور مقتول و مخذول ہوا۔ یہی کافر تھا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا، پس اس کی وہی حالت ہوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی: ''اللہ کا غضب ٹوٹ پڑا اس شخص پر جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرب سے وہ ملعون جان سے نہیں مرا تھا، بلکہ اس میں کچھ رمق ابھی باقی تھی، مشرکین اس کو اُونٹ پر لاد کر لے گئے، اور جب مرالظہران پہنچے، جو مکہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے اور جسے آج کل ''وادی فاطمہ'' کہتے ہیں، تو وہاں جاکر مردار ہوا۔ ۲- ابو عامر راہب۔ ۳- طلحہ بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ القرشی العبدری الحجی (عثمان و سعید پسرانِ ابی طلحہ کا بھائی ہے، اور یہ عثمان، شیبہ کا والد ہے) جس کو جنگِ اُحد میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا، یعنی شیبہ کا والد عثمان بحالتِ کفر ہی قتل ہوا، البتہ اس کا بیٹا شیبہ فتحِ مکہ کے دن اسلام لایا، جیسا کہ ۸ھ کے واقعات میں آئے گا، اور شیبہ کا چچازاد بھائی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ فتحِ مکہ سے کوئی سات مہینے قبل اسلام لایا، اس کا ذکر ۸ھ کے واقعات میں آئے گا۔ ۴ تا ۷- مسافع بن طلحہ القرشی العبدری اور اس کے تین بھائی: حارث، حلاس اور کلاب، پسرانِ طلحہ۔ ۸- شریح بن قارظہ۔ ۹- سباع بن عبدالعزیٰ الخزاعی الغسانی، مبارزت کے موقع پر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا تھا: ''او اُمِّ انمار کے بچے! اور عورتوں کا ختنہ کرنے والی کے بچے! تو اللہ اور اس کے رسول سے مقابلہ کرتا ہے؟'' ۱۰- ارطاۃ بن شرحبیل بن ہشام بن عبد مناف۔ یہ دونوں مؤخر الذکر یعنی سباع اور ارطاۃ نیز عثمان بن ابی طلحہ العبدری الحجی جس کا ذکر نمبر ۲ پر گزرا، یہ تینوں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

۳۴:... اسی سال غزوۂ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جبیر بن نعمان (خوات کے بھائی) الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ اُحد میں ان کو تیراندازوں کا اَمیر مقرر کیا تھا، اور ان کی معیت میں تقریباً پچاس تیراندازوں کی جماعت تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ: ''تم لوگوں کو اس جگہ سے نہیں ہٹنا چاہئے، خواہ ہم غالب ہوں یا مغلوب'' یہ جگہ دو پہاڑوں کا درمیانی درّہ تھا، جب کافر شکست کھاکر بھاگے اور مالِ غنیمت چھوڑ گئے، تو ان میں بیشتر حضرات اپنی جگہ چھوڑ کر مالِ غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہوگئے، البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید کے مطابق حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے چند رُفقاء اپنی جگہ ڈٹے رہے، اور یہ سب حضرات شہید ہوگئے، اور جن حضرات نے جگہ چھوڑ دی تھی ان کی حکم عدولی پر حق تعالیٰ کی جانب سے عتاب ہوا، اور مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے رُفقاء کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم میں سے بعض وہ ہیں جو دُنیا چاہتے تھے...'' اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی جگہ سے ہٹ گئے تھے، ''اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو آخرت کو چاہتے ہیں'' اس سے مراد وہ حضرات ہیں جو اپنی جگہ ثابت قدم رہے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

پاکستان میں دہشت گردی کی نئی لہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

افغانستان اور امریکا کی جنگ بندی کے بعد اہل پاکستان کو امید ہو چلی تھی کہ اب پاکستان میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا اور اطمینان و سکون نصیب ہوگا، لیکن ''بسا آرزو کہ خاک شدہ'' کے مصداق اہل پاکستان کو یہ نعمتیں ابھی تک میسر نہیں آسکیں۔ کیا کہا جائے کہ اس میں ہمارے پالیسی ساز ناکام ہوئے، یا اہلِ حکومت و مقتدرہ قوتیں بروقت فیصلہ کرنے کی صلاحیت واستعداد سے محروم ہیں، یا کوئی غیر مرئی قوت ہے جو ہماری مقتدرہ اور بااختیار اتھارٹی کو اپنی قوم اور ملک کے مفاد میں صحیح اور بروقت فیصلہ کرنے میں آڑے آجاتی ہے اور روکتی ہے! سبب اور وجہ کوئی بھی ہو، لیکن اتنا تو ہر باشعور اور عقل وخرد کا حامل انسان اور پاکستانی کو معلوم ہے کہ ہمارے حکمران ہوں یا بااختیار ادارے، بہرحال! پاکستانی عوام کو تحفظ دینے اور امن و امان قائم کرنے میں بہت پیچھے ہیں۔

حالات کی ابتری اور مخدوش صورت حال کا اس سے اندازہ لگائیں کہ ہمارے ملک پاکستان کے چار صوبوں میں سے دو صوبے تو مستقل دہشت گردی، بم دھماکوں اور گولیوں کی زد میں ہیں۔ صوبہ خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع میں رات کے وقت مکمل دہشت گردوں کی حکومت ہوتی ہے۔ اطلاعات ہیں کہ سرکاری سطح پر اعلان کیا گیا ہے کہ رات کے وقت پولیس تھانوں سے باہر نہ نکلے اور سرکاری ملازمین سفر نہ کریں۔ حالانکہ اس صوبے کا وزیر اعلیٰ، گورنر اور آئی جی، جنوبی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب پولیس اور سرکاری ملازمین کا یہ حال ہے تو بیچارے عوام کس کے رحم و کرم پر ہوں گے! صوبہ پختون خوا میں اکتوبر کے مہینے میں ۳۵ حملوں میں ۶۴ افراد شہید ہوئے جن میں ۴۹ سیکورٹی اہل کار تھے، اور ۴۰ سے زائد لوگ زخمی ہوئے۔ اس سے پہلے خیبر پختون خوا کے ضلع بنوں کے علاقے مالی خیل میں سیکورٹی فورسز کی چیک پوسٹ پر حملے میں پاک فوج کے ۱۲ جوان شہید ہوئے، آئی ایس پی آر کے مطابق سیکورٹی فورسز کے جوانوں نے خوارج کی چیک پوسٹ میں داخل ہونے کی کوشش ناکام بنادی، چیک پوسٹ میں داخل ہونے کی کوشش میں بارود سے بھری گاڑی چیک پوسٹ کی دیوار سے ٹکرادی، اس دھماکے کے نتیجے میں دیوار کا ایک حصہ گر گیا، پاک فوج کے ۱۰ جوان اور ایف سی کے ۲ اہل کار شہید ہوئے۔ اسی طرح کرم کے علاقے میں چلتی بسوں پر فائرنگ کے نتیجے میں اب تک ۴۹ لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، جن میں خواتین اور بزرگ بھی شامل ہیں۔ لگ یوں رہا ہے کہ آپس میں زمین کے تنازع سے اٹھنے والی خلفشار اور دشمنی کی آگ فرقہ واریت کی آگ میں بدلنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ولا فعل اللہ ذلک!

اور اُدھر صوبائی حکومت ہے کہ وہ خوابِ غفلت سے باہر نہیں آرہی اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید وہ اِن معاملات اور قتل وقتال کو اہمیت نہیں دے

رہی، تبھی تو وہ اِن معاملات سے مکمل غافل نظر آرہی ہے اور صوبہ کے وزیر اعلیٰ اور پوری کابینہ کا ایک کام رہ گیا ہے کہ وہ صرف بانی پی ٹی آئی کی رہائی کے لیے اپنی پوری توانائی اور صوبے کے وسائل اس میں جھونک دیں۔ بس! یہی ان کے نزدیک ملک کا سب سے بڑا مسئلہ رہ گیا ہے، اور وفاقی حکومت ہے کہ اس کا مقصد صرف اور صرف اس احتجاج کو روکنا ہے۔ اس کے علاوہ شاید امن وامان کے درست کرنے کی ذمہ داریاں لینے کے لیے وہ بھی سنجیدہ نظر نہیں آرہی۔

کچھ یہی صورتِ حال صوبہ بلوچستان کی ہے، کہ اس میں بھی ایک دس سالہ بچے کو ایک باغ سے اغوا کیا گیا اور ابھی تک پولیس اسے بازیاب نہیں کراسکی۔ جس کی بنا پر پورے صوبہ بلوچستان میں دھرنے ہورہے ہیں، ٹریفک جابجا رُکی ہوئی ہے، اسی طرح ٹرینوں کو بھی منسوخ کیا جارہا ہے۔ یہ سب کیا ہورہا ہے؟ لگ یوں رہا ہے کہ ہمارے ملک کی دشمن بیرونی ایجنسیاں اور ان کے داخلی ایجنٹ مل کر ملک کو عدمِ استحکام کا شکار بنارہے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ پاکستان میں سرمایہ کاری کے لیے جو ممالک دل چسپی رکھتے ہیں، وہ لوگ اس امن وامان کی ناقص صورتِ حال کی بنا پر اپنا سرمایہ اس ملک میں نہ لگائیں۔ ولا فعل اللّٰہ ذٰلک!

حکومت کو چاہیے کہ جو لوگ بیرونی قوتوں کے آلۂ کار بن کر ملک کے امن وامان کو تہ وبالا کررہے ہیں، ان کے ساتھ نیشنل ایکشن پلان کے تحت سختی سے نمٹا جائے، پوری قوم کو اعتماد میں لیا جائے اور ان کے مشوروں سے اپنے ملک کی داخلہ اور خارجہ پالیسی مرتب کی جائے، تمام حکومتی ذمہ داران حضرات اور سیاسی جماعتوں کے اکابرین کی ایک آل پارٹیز کانفرنس بلائی جائے اور اسے قومی مسئلہ قرار دیتے ہوئے اس پر غور وفکر کیا جائے۔ ان شاء اللّٰہ! اس سے امن وامان قائم کرنے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا۔

اسرائیلی وزیراعظم کے وارنٹ گرفتاری

۱۳ ماہ سے زائد عرصہ گزر گیا کہ ابھی تک فلسطین پر اسرائیل کا ظلم وتشدد اور سفاکیت وبہیمیت جاری ہے، اسے کسی ملک، کسی فوج اور کسی بھی فورم پر جواب دہی کا بالکل خوف نہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ امریکا بہادر اس کی پشت پر ہے، وہ نہ صرف اسرائیل کو مالی مدد دے رہا ہے بلکہ برابر اسے اسلحہ بھی سپلائی کررہا ہے۔ مسلم ممالک کے سربراہوں پر مشتمل او آئی سی کا فورم سوائے ایک ظاہری اور نمائشی اجتماع کے کوئی مؤثر اور ٹھوس لائحہ عمل پیش نہ کرسکا۔ اتنی بڑی اور اہم کانفرنس نے فلسطین اور لبنان میں مسلمانوں کی نسل کشی روکنے کے لیے کسی بھی عملی اقدامات کا اعلان نہ کرکے پوری امت مسلمہ کو مایوس کیا ہے، بلکہ یہ کمزور مؤقف اسرائیل کو شاید مزید شہہ ملنے کا باعث بنا ہے اور اس کی سفاکیت میں اضافہ ہوگیا ہے، اس لیے کہ عین اس وقت جب اسلامی سربراہی کانفرنس ہورہی تھی اسرائیل کے غزہ اور جنوبی کنارہ پر حملے جاری تھے، جو اسرائیل کی طرف سے یہ اعلان تھا کہ اس کی نظر میں اسلامی سربراہی کانفرنس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور نہ ہی ان میں اتنی ہمت ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف کوئی عملی اقدام کرسکیں۔

دوسری طرف اخبارات کے مطابق عالمی فوج داری عدالت نے غزہ جنگ میں انسانیت پر مظالم اور جنگی جرائم کے مرتکب ہونے والے اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو اور سابق وزیر دفاع یوو گیلنٹ کے وارنٹ گرفتاری جاری کردیے۔ بین الاقوامی میڈیا رپورٹس کے مطابق عدالتی فیصلے میں کہا گیا ہے کہ ان دونوں افراد نے جان بوجھ کر غزہ کی شہری آبادی کو خوراک، پانی، ادویات اور طبی سامان کے ساتھ ساتھ ایندھن اور بجلی سے محروم رکھا۔

اخباری اطلاعات کے مطابق کینیڈا کا کہنا ہے کہ وہ بین الاقوامی عدالتوں کے جاری کردہ تمام فیصلوں کی پابندی کرے گا، یورپی یونین کی خارجہ

پالیسی کے سربراہ جوزف بوریل کا کہنا ہے کہ بلاک کے تمام ۲۷ رکن ممالک آئی سی سی کے قوانین کو نافذ کرنے کے پابند ہیں۔نیتن یاہو کے وارنٹ گرفتاری جاری کرنے کے عدالتی فیصلے کا احترام کرنا چاہیے۔اٹلی کا کہنا ہے کہ اگر نیتن یاہو یا گیلنٹ اٹلی آئے تو انہیں گرفتار کرلیں گے۔نیدرلینڈ کا کہنا ہے کہ وہ گرفتاری کے وارنٹ کی پابندی کرے گا۔ بیلجیئم کا کہنا ہے کہ یورپ کو اس کی تعمیل کرنی چاہیے اور اقتصادی پابندیوں اور اسرائیل کے ساتھ ایسوسی ایشن معاہدے کو معطل کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔عراق نے تمام آزاد ممالک سے آئی سی سی کے وارنٹ کو نافذ کرنے کا مطالبہ کیا۔ترکیہ نے وارنٹ کو ’’نسل کشی کے جرائم کے لیے اسرائیلی حکام کو جواب دہ ٹھہرانے‘‘ کے لیے ایک اہم قدم قرار دیا۔۔۔جب کہ اسرائیل اور امریکا نے عالمی عدالت کے فیصلے کو مسترد کردیا۔

گویا دنیا اِدھر سے اُدھر ہوجائے ,لیکن امریکا ہر حال میں عالمی دہشت گرد اسرائیل کی حمایت جاری رکھے گا۔حالانکہ امریکا کے صدارتی الیکشن میں ٹرمپ کو مسلمانوں اور جنگ سے آزادی کے خواہاں عام امریکی شہریوں کا ووٹ اسی لیے ملا ہے کہ اس نے الیکشن میں نعرہ لگایا تھا کہ: ’’اس وقت ہم تاریخ کے بڑے فیصلے کرنے جارہے ہیں۔‘‘جس سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ ٹرمپ ہر سطح کی جنگ کے خلاف ہے,لیکن کامیاب ہوتے ہی اس نے اپنی کابینہ کے لیے ایسے لوگوں کو تجویز کیا جو نہ صرف یہ کہ اسرائیل کے حمایتی بلکہ ہر فورم پر اس کی وکالت کرنے والے اور اس کی مسلم کش پالیسی کی حمایت کرنے میں معروف اور مشہور ہیں۔

ان حالات میں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی سے دعا اور استغفار کرتے ہیں، اور ان مظلوم ومقہور اور مجبور لوگوں کے لیے دعائیں ہی کرسکتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ غیب سے ان کی مدد ونصرت کا انتظام فرمائے اور ان کے حالات پر رحم وکرم فرمائے، آمین! اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے ان مظلوم اور مجبور ولاچار فلسطینی بھائیوں کے لیے دامے، درمے، قدمے، سخنے، خود بھی مدد کرنی چاہیے اور دوسروں کو بھی اس طرف متوجہ کرتے رہنا چاہیے۔وماعلینا الا البلاغ!

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

علمِ الٰہی کا شرف اور امتیازی شان

مولانا ابراہیم دیولا، گجرات، انڈیا

بتاریخ ۲۵/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۹/اکتوبر ۲۰۲۴ء بروز منگل جماعتِ دعوت و تبلیغ انڈیا کے بزرگ حضرت مولانا ابراہیم دیولا صاحب مدظلہم جامعہ بنوری ٹاؤن میں تشریف لائے، اس موقع پر جامعہ کے دارالحدیث میں اساتذہ اور طلبہ کرام کے مجمع میں خطاب فرمایا، اور اجازتِ حدیث دی، ’’علمِ الٰہی کا شرف اور امتیازی شان‘‘ کے موضوع پر قیمتی خطاب فرمایا، جسے جامعہ کے تخصصِ علومِ فقہ کے طالب علم مولوی عبداللہ طفیل نے قلم بند کیا۔ عنوانات وغیرہ کے اضافے کے بعد اس خطاب کو اِفادۂ عام کی غرض سے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

آپ حضرات کے لیے (علمِ دین کا) بہت بڑا شرف اور ایک امتیازی شان ہے، وہ کیسے؟ حدیثِ پاک میں ہے: ’’ساری دنیا لعنت کے نیچے ہے۔‘‘

’’الدنیا ملعونۃ ملعون مافیہا إلا ذکر اللہ وما والاہ وعالم أو متعلم۔‘‘ (سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ)

’’ساری دنیا لعنت کے نیچے ہے، رحمت سے دور ہے، اس کے بالمقابل یہ ماحول اور یہ طرزِ زندگی گویا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں ہے، ایک امتیازی شان دی گئی ہے کہ ساری دنیا کی حکومتیں، تجارتیں، جائیدادیں جو بھی ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید ہے، بجز اللہ کے ذکر اور علم کے۔‘‘

علم اور ذکر رحمتوں کے لینے کا ذریعہ ہے:

علم اور ذکر یہ رحمتوں کے لینے کا ذریعہ ہے، ذکر کی غایت اطاعت ہے: ’’کل مطیع ذاکر‘‘ کہ اللہ کا ذاکر وہی ہوسکتا ہے جو اللہ کا مطیع ہو، جو اللہ کا مطیع ہو وہ اللہ کا ذاکر ہے، تو ذکر کی غایت ’اللہ کی اطاعت‘ ہے، اور ’علم‘ اطاعت کے لیے رہبری کرنے والا ہے، اطاعت کا صحیح معیار جو قائم ہوگا وہ علم سے ہوگا، علم نہیں ہے تو اطاعت ہی نہیں ہے، صحیح علم نہیں ہے تو اطاعت بھی صحیح رخ پر نہیں ہے۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد:

انبیاءِ کرام علیہم السلام کی جو بعثت ہوئی ہے، وہ اطاعت قائم کرانے کے لیے ہوئی ہے:

’’وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔‘‘ (سورۃ النساء:۶۴)

جب کبھی کسی نبی کی بعثت ہوئی دنیا میں وہ اس مقصد کے لیے کہ ان کی بعثت کے ذریعے سے اللہ کے بندوں میں اللہ کی اطاعت قائم کرائی جائے، نبی اطاعت قائم کرانے کے لیے دو ہی چیزیں لاتا تھا: ایک ایمان، دوسرا علم، ایمان کی دعوت ہوتی تھی، علم کی تعلیم ہوتی تھی؛ کیوں کہ ایمان کا تقاضا ہے اطاعت کرنا، اور اطاعت بغیر علم کے ہوتی نہیں ہے۔ اطاعت کے حدود قیود وہ علم ہی بتاوے گا کہ اطاعت کہاں تک صحیح ہے! کہاں تک غیر صحیح ہے! تو اطاعت مقصود ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ علم دیا ہے۔

علمِ الٰہی مشترک سرمایہ ہے:

پھر علم کو اللہ تعالیٰ نے ایک مشترک سرمایہ قرار دیا ہے، یہ سب کے لیے آیا ہے، آپ ﷺ نے علم کی مثال بارش کے پانی سے دی:

’’إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ۔‘‘ (متفق علیہ)

بارش کے پانی کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں سب کی حیات ہے: ’’وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ‘‘ (سورۃ الانبیاء:۳۰)

بارش کے پانی میں سب کی حیات کا سامان ہے، اگر بارش کا پانی بند ہوجائے تو زمین کی مخلوق زندہ نہیں رہ سکتی، وہ ہلاک ہوجائے گی، پانی میں زمین کی مخلوق کی حیات ہے، حیوان ہو،

انسان ہو، نباتات ہو، اس لیے اللہ تعالیٰ پانی ہر سال برساتے ہیں، پانی برسا کر بنجر زمینوں کو آباد کرتے ہیں، یہ اللہ کی ایک ترتیب ہے، ایسے ہی انسانوں کی زندگی کو آباد کرنے کے لیے اللہ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے علم کا فیضان ہوتا ہے، دو بڑی چیزیں انہیں کے ذریعے ملی ہیں: ایک ایمان ملا ہے، دوسرا علم ملا ہے۔ ایمان' یہ تو اللہ کا حق ہے کہ اللہ پر ایمان لاتا ہے، اور ایمان کا تقاضا اطاعت ہوتا ہے کہ اللہ پر ایمان لا کر اللہ کی اطاعت کرو، انبیاء کرام علیہم السلام اطاعت قائم کرانے کے لیے ہی بھیجے جاتے تھے:

''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ'' (سورۃ النساء:۶۴)

کہ وہ اطاعت کروانے کے لیے بھیجے جاتے ہیں کہ اپنی جان سے، اپنے مال سے، اپنی نیت سے، اپنے عمل سے، اپنی ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے۔

اطاعت ہدایت کا دروازہ ہے:

اطاعت جو ہے وہ ہدایت کا دروازہ ہے:

''وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا۔''

(سورۃ النور:۵۴)

اطاعت کرو گے ہدایت پاؤ گے، جس طرح معصیت گمراہی کی راہ ہے، ایسے ہی اطاعت ہدایت کا دروازہ ہے کہ جب اطاعت کا دروازہ کھلے گا تب صحیح رستے پر زندگی پڑے گی، اس لیے انبیاء کرام علیہم السلام آکر اپنی اور اللہ کریم کی اطاعت کی دعوت دیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ہماری اطاعت کرو، اللہ کی نافرمانی سے بچو، ہماری اطاعت کرو، کیوں کہ نبی کی اطاعت اور اللہ کی اطاعت ایک ہی چیز ہے:

''مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ''

(سورۃ النساء۸۰)

کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، تو رسول کی اطاعت اور اللہ کی اطاعت میں کوئی فرق نہیں، دونوں ایک ہی ہیں، اس لیے زندگیوں کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ زندگیوں میں اطاعت آوے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اطاعت کو صحیح کرنے کے لیے علم اُتارا ہے، تاکہ علم کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جاوے، پھر اطاعت کے درجے ہوتے ہیں، فرائض بھی ہوتے ہیں، واجبات بھی ہوتے ہیں، جو آپ کو معلوم ہیں، اس کے درجات ہوتے ہیں، جس وقت جس قسم کی اطاعت مطلوب ہو وہ ادا کی جاوے، اس لیے یہ علم ہے تاکہ اطاعت صحیح طریقہ سے ادا ہو جائے۔

اطاعت کا کمال:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس اطاعت کو صحیح طریقہ سے لیا، کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ قول و قرار کیا کہ آپ کی بات مانیں گے، آپ کی اطاعت کریں گے، کس حالت میں؟ ہر حالت میں:

''بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِي الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ، وَعَلٰی اَثَرَۃٍ عَلَیْنَا۔'' (صحیح مسلم)

پانچ چیزیں بتائی ہیں کہ ہم آپ کی اطاعت کریں گے: عسر میں بھی یعنی غریبی ہے، تنگی ہے، تو بھی بات مانیں گے، اور تنگی نہیں ہے، آسودگی ہے تو بھی آپ کی بات مانیں گے، یہ اندر کی کیفیتیں ہوتی ہیں، بعض مرتبہ جی چاہتا ہے، بعض مرتبہ جی نہیں چاہتا، تو ان کیفیتوں میں بھی کہ جی چاہے تو بھی آپ کی بات مانیں گے، جی نہیں چاہے تو بھی مانیں گے۔

اطاعت میں مشکل چیز:

پانچویں چیز ''وَعَلٰی اَثَرَۃٍ عَلَیْنَا'' یہ مشکل ہے، لیکن وہ حضرات تو اس کو بھی پار کر گئے کہ ہم پر دوسرے کو ترجیح دی جاوے تب بھی ہم بات مانیں گے، اعتراض نہیں کریں گے، ''اَثَرۃ'' آپ جانتے ہیں ''اَثَرۃ'' کیا چیز ہے، ''ھو الاختصاص بالمشترک''، ''اَثَرۃ'' کسی مشترک چیز میں اپنے لیے خصوصیت رکھنا، ایسی چیز جو سب کے لیے ہو اُسے اپنے لیے مخصوص کرے، اس کو ''اَثَرۃ'' کہتے ہیں، یہ بات برداشت نہیں ہوتی، لوگوں کے شعور اس میں بہت تیز ہوتے ہیں، لیکن صحابہ کرامؓ کی اطاعت کامل ہوئی، اس لیے کہا: ''وَعَلٰی اَثَرَۃٍ عَلَیْنَا'' کہ ہم پر کسی کو ترجیح دی جاوے بلا استحقاق کے، تب بھی ہم اطاعت کریں گے، تو یہ اُن کی اطاعت کی حد بتادی: ''فِي الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ، وَعَلٰی اَثَرَۃٍ عَلَیْنَا۔''

اِطاعت کا جمال:

اطاعت کا یہ کمال ہے، پھر اطاعت کا جمال یہ ہے کہ عظمت' ادب کے ساتھ ہو، یہ اس کا جمال ہے، تو حضراتِ صحابہؓ میں یہ دونوں باتیں تھیں، ان کی اطاعت میں جمال بھی تھا، یعنی عظمت و ادب بھی، ابن مسعود رضی اللہ عنہ دروازے سے داخل ہو رہے تھے، جناب صلی اللہ علیہ وسلم

منبر پر تھے، منبر پر بیٹھ کر فرمایا: ’’اجلسوا‘‘ تو ابنِ مسعودؓ وہیں بیٹھ گئے، آگے نہیں بڑھے، کیوں کہ ’’اجلسوا‘‘ کا امر پہنچ گیا، تو آگے بڑھنے کی گنجائش اب نہیں رہی، اطاعت عظمت واَدب کے ساتھ ہو، عبداللہ ابن رواحہؓ قریب کے محلے میں تھے، بنوغنم کا محلہ تھا، آپ نے کسی موقع پر فرمایا: ’’اجلسوا‘‘ تو وہ وہیں بیٹھ گئے، حالاں کہ وہاں بیٹھنے کا حکم دینا مراد نہیں تھا، پھر بھی بیٹھ گئے، تو یہ اطاعت کا جمال ہوا کہ عظمت کے ساتھ، اَدب کے ساتھ کسی بھی وقت پر ہو، اللہ کا امر آرہا ہے، رسول (ﷺ) کا امر آرہا ہے، اس کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا، یہی اطاعت ہے، یہ ان حضرات کا کمال تھا کہ اپنی زندگیاں اطاعت والی بنائیں، نبی کی دعوت سے، اور نبی کی تعلیم سے اِطاعت ہی مقصود ہوتی ہے کہ زندگی میں اطاعت آجائے، اللہ کی طرف رجحان ہوجائے، نبی کے طریقوں پر قائم رہنا ہوجاوے، نیتوں میں اخلاص آوے، یہ چیزیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرماوے، یہی مقصود ہے اس علم سے اور اس علم کے حاصل ہونے سے کہ اس علم کے ذریعے سے اللہ کی اطاعت ہوجاوے، اطاعت کی دعوت انبیاء کرام علیہم السلام دیتے تھے اللہ کے بندوں کو کہ وہ اطاعت کریں اللہ کی جان سے، مال سے۔ اور دوسری طرف اس کی حدود وقیود ہیں جو اس علم میں ہیں، تا کہ اِفراط تفریط نہ ہوجاوے، اعتدال آجاوے اطاعت کے اندر، اس لیے اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور حضور ﷺ کو جو علم ملا ہے وہ تو علیٰ وجہ الکمال ملا ہے؛ کیوں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آپ کو علم کے راستے کی ساری چیزیں دی گئیں اور وہ علیٰ وجہ الکمال دی گئیں۔

علمِ الٰہی طلب پر ملا کرتا ہے:

اور یہ علم غیر منسوخ ہے، یہ باقی رہے گا، اس کو اللہ محفوظ رکھیں گے، اس علم کی اللہ حفاظت کریں گے، یہ منسوخ بھی نہیں ہوگا، یہ ضائع بھی نہیں ہوگا، بلکہ یہ باقی رہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو باقی رکھیں گے، جب جب لوگوں میں طلب آئے گی اُن کو یہ دیا جائے گا، جب جب طلب آوے گی یہ اُن کو ملے گا، ہاں! یہ الگ بات ہے کہ طلب ہی نہیں ہے، طبیعت پر تقاضا ہی نہیں ہے؛ اس لیے کہ علم بغیر طلب کے نہیں ملتا، لیکن جب لوگوں میں طلب آوے گی اس کے تقاضے پیدا ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کو علم عطا کرے گا، صحابہ کرامؓ اپنے شاگردوں سے یہی کہتے تھے، جب کسی استاذ کا انتقال ہوتا طالب علم روتا، استاذ پوچھتے کیوں رو رہا ہے؟ (جواب دیتے) کہ آپ جارہے ہیں، آپ سے جو فیض مل رہا تھا وہ منقطع ہو رہا ہے۔ استاذ کہتے: ڈرنے کی بات نہیں ہے، رونے کی بات نہیں ہے، اللہ اس علم کو باقی رکھیں گے، اس کی حفاظت کریں گے، جب جب اس کے طلب گار پیدا ہوں گے، ان کو دیں گے، ابھی پچھلے دنوں ہم امریکہ، کینیڈا میں تھے، الحمدللہ میرا بارہا آنا جانا ہوا، میں نے ایک سال لگایا ہے امریکہ میں ۸۰ء میں، جب کہ وہاں کچھ نہیں تھا، مساجد بھی نہیں تھیں، اسلامک سینٹر ہوتے تھے، اس میں ہم لوگوں کا پڑاؤ ہوتا تھا، اب جو جانا ہوا تو اللہ کا شکر ہے کہ مساجد بھی ہیں، مدارس بھی ہیں، معاہد بھی ہیں، اور قرآن، حدیث اور بخاری شریف وغیرہ کے دروس ہو رہے ہیں، اور اہلِ علم کی الحمدللہ بڑی تعداد ہے، بڑی طلب کے ساتھ بڑی رغبت کے ساتھ، تو یہ علم کی بات ہے کہ جب جس زمانہ میں علم کی طلب آئے گی اللہ اُنہیں دے دیں گے، یہ مشاہدہ ہوا کہ گویا جب بھی طلب آئے گی اللہ انہیں علم دیں گے، اس لیے طلب کے ساتھ اس کو لیا جاوے۔

علمِ الٰہی کی طلب اللہ سے مانگنا مسنون ہے:

اور اللہ سے اس کی طلب مانگی جاوے، یہ بھی مسنون ہے؛ کیوں کہ کسی طلب کا پیدا ہوجانا ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے تو دعا مانگی:

’’اللّٰھم فاجعل رغبتي إلیک الخ‘‘

(مصنف ابن ابی شیبہ)

کہ اللہ میری رغبت تیری طرف کر دے، مسنون دعاؤں میں ہے کہ رغبت پیدا کرادے، طلب پیدا کرادے، اور طلب کے ساتھ بندوں تک پہنچنا ہو جاوے کہ بندوں تک پہنچ جاوے، تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

علمِ الٰہی سے حقوق کی معرفت ہوتی ہے:

تو میں نے (شروع میں) عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ حضرات کو بڑا شرف بخشا ہے علم دین کا، کیوں کہ اس علم کی وجہ سے آپس کے اور اللہ کے حقوق کی معرفت ہوتی ہے؛ اور یہ بڑی بات ہے کہ اس علم کی غایت ہی یہی ہے کہ علم کو اللہ نے اس لیے نازل کیا ہے کہ دنیا کو اللہ نے دارالحقوق قرار دیا ہے، جس طرح آخرت کو اللہ نے دارالأجور قرار دیا ہے، اور حقوق کی معرفت ضروری ہے؛ کیوں کہ حقوق کی معرفت نہیں ہوگی تو حقوق کیسے ادا کرے گا؟ اس لیے اس علم میں حقوق کی معرفت دی جارہی

ہے، حضور ﷺ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے ہیں: ''یامعاذ! ھل تدري ما حق اللہ علی عبادہ؟'' (صحیح بخاری)

''معاذ! آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کا کیا حق ہے؟'' تو یہ مزاج ہے کہ حضور ﷺ حقوق کی طرف رہبری کر رہے ہیں، چوں کہ اللہ بڑے ہیں، اللہ سے کوئی بڑا نہیں ہے، اس لیے پہلے اس کے حق کو بتایا کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اس سے بڑا کوئی نہیں ہے، تو اس کا کیا حق ہے؟ تو اس کے حق کی طرف راہ نمائی فرمائی کہ اللہ کا کیا حق ہے، اللہ کا یہ حق ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے، یہ اللہ کا حق ہے، تو یہ ہے بات کہ اس علم کے اندر حقوق اور حقوق کی معرفت اور اس کے ادا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

علمِ الٰہی کے آنے سے زمانے کا فساد ختم ہوجاتا ہے:

اس لیے جوں جوں یہ علم پھیلے گا زمانہ کا فساد ختم ہوگا، جیسے جاہلیت میں فساد تھا؛ کیوں کہ کسی کو خبر ہی نہیں کہ اللہ کا کیا حق ہے؟ وہ زمانہ فساد سے بھرا ہوا تھا، جناب کی تشریف آوری کے بعد آپ نے تعلیم دی کہ اللہ کا کیا حق ہے؟ رسول کا کیا حق ہے؟

جتنے تعلقات اتنے حقوق:

جتنے تعلقات اتنے حقوق، یہ ہمارے دین میں ہے، ورنہ تعلق کا کیا مطلب؟ اس لیے ہم کو ان تمام چیزوں کی تعلیم دی ہے کہ جن سے تمہارا تعلق ان پر تمہارا حق، یہاں تک کہ جانوروں کے حقوق کی طرف بھی رہبری کی، یہ جانور ہے، پالتے ہیں، یہ گونگے ہیں، تم ان کا خیال کرو، کام میں لاتے ہو تو ان کو اُن کا حق بھی دو، جس طرح غلام اور باندیوں کے بارے میں حضور ﷺ کی آخری وصیت تھی، کیوں؟ کیوں کہ وہ بھی تمہارے تابع ہیں، وہ بھی اللہ کے بندے ہیں، لیکن اللہ نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے، تو ان کے حقوق کا خیال رکھنا، وغیرہ۔

دنیا دارالحقوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے آخرت کو دارالاُجور کہا ہے، تو اس کی رہبری کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ علم بھیجا ہے، اس علم کی وجہ سے حقوق کی معرفت حاصل ہوگی، اور حقوق ادا ہوں گے، حقوق ادا ہوں گے تو زمانہ کا فساد ختم ہوجائے گا، ہر ایک حق دار کو حق مل جائے گا، حق دار کو حق ملے اس لیے حقوق کا علم دیا، اور حقوق قائم کرنے کے لیے انصاف کا حکم دیا:

''وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ''

(سورۃ الشوریٰ:۱۵)

''مجھے حکم ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل وانصاف قائم کروں۔'' جس طرح آپ مامور بالتبلیغ ہیں، اسی طرح آپ مامور بالعدل بھی ہیں؛ کیوں کہ عدل کی وجہ سے اعتدال پیدا ہوتا ہے کہ حق دار کو اس کے موافق حق مل جاوے، اس لیے انصاف ہر وقت فرض ہے، اور ظلم جو انصاف کی نقیض ہے ہر وقت حرام ہے، اس لیے آپ کو انصاف کا حکم دیا کہ آپ انصاف کریں، علم بھی دیں اور انصاف بھی دیں، تو اس کی وجہ سے عالَم میں پھر فساد ختم ہوجائے گا، چناں چہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے فساد ختم ہوگیا، لوگوں میں دو صفتیں پیدا ہوئیں کہ آپس میں بھائی ہوگئے، اور خدا کے بندے ہوگئے، یہ تعلیم دی تھی آپ نے کہ اللہ کے بندے رہو، آپس کے بھائی رہو:

''کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا'' (متفق علیہ)

کہ اللہ کے بندے رہو، آپس میں بھائی رہو، جو اپنے لیے پسند کرو وہ دوسروں کے لیے پسند کرو، جو اپنے لیے ناپسند کرو دوسروں کے لیے ناپسند کرو، یہ انصاف ہوا، انصاف کا یہی تقاضا ہوا، ایک پلڑے میں آپ، ایک پلڑے میں دوسرا، تو اس سے انصاف قائم ہوگا، اس لیے انصاف ہر وقت فرض ہے۔

مہاجرین صحابہؓ اور انصارِ مدینہؓ کا امتیاز:

انصاف سے آگے احسان ہے، اور احسان سے آگے ایثار ہے، یہ تعلیم ہے آپ ﷺ کی، انصارِ مدینہ اپنی نصرت کو ایثار تک لے گئے، ان کے ذمہ نصرت تھی، وہ اپنی نصرت کو ایثار تک لے گئے، وہ آخری درجہ ہے، اور مہاجرین اپنی ہجرت کو فقر تک لے گئے، یہ دو طبقے ہیں مہاجرین کے اور انصار کے، ان کی اطاعت میں یہ دو امتیاز ہیں، مہاجرین نے اس طرح ہجرت کی کہ وہ فقیر ہوگئے، اپنے مال کے مالک نہیں رہے، جیسے آپ حضرات نے اُصولِ فقہ میں پڑھا ہے، ہجرت کا معنی ہے چھوڑنا تو انھوں نے اپنی دنیا کو ایسا چھوڑا کہ وہ خود فقیر ہوکے رہ گئے، اور انصار نے نصرت ایسی کی کہ وہ اپنی نصرت میں ایثار تک پہنچ گئے، یہ دونوں میں اپنا اپنا کمال ہے، اس لیے یہ پہلا طبقہ ہے حضور ﷺ کا ساتھ دینے والا، مہاجرین آگے ہیں، اس کے بعد انصار ہیں، پوری اُمت کو ان کی اتباع اور ان کے پیچھے چلنے کی تعلیم دی گئی ہے:

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا

مَعَ الصّٰدِقِیْنَ‘‘(سورۃ التوبۃ:۱۱۹)

صادقین کے ساتھ رہو، صادقین میں سب سے پہلے یہ دو ہیں، مہاجرین اور انصار، ان کو اللہ نے سچا کہا ہے، ان کے ساتھ رہو، مہاجرین کے ساتھ رہو، انصار کے ساتھ رہو، یہی ہماری تعلیم ہے، یہی ہماری ترتیب ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے اور آپ لوگوں کو بھی۔ (اس کے بعد حضرت کے سامنے دورۂ حدیث کے ایک طالب علم نے آخری حدیث کی تلاوت کی، پھر حضرت نے اجازتِ حدیث مرحمت فرمائی)

حضرت مدنیؒ کے شاگرد کا اجازتِ حدیث دینا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ رب العالمین، جب ہماری (۱۹۵۴ء میں) بخاری شریف ختم ہوئی تھی، اُس زمانہ میں طلبہ زیادہ نہیں تھے، ڈیڑھ سو کے قریب ہم لوگ تھے، بخاری شریف کے ختم پر حضرت (شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی: ۱۹۵۷ء) نے کھڑے ہوکر کے ہم کو اس کی اجازت دی تھی، چوکی پر پڑھاتے تھے، چوکی پر ہی کھڑے ہوگئے تھے، اور چوکی پر کھڑے ہوکر کے ہم کو یعنی ہماری جماعت کو بخاری شریف کی اجازت دی تھی، تو جس طرح میرے حضرت نے ہم کو اجازت دی ہے، میں بھی اُن کی برکت سے آپ حضرات کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ (اس کے بعد حضرت نے رقت آمیز دعا فرمائی)۔

☆☆ .... ☆☆

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، حلقہ لانڈھی

تنویر بھائی کے بے حد اصرار اور ترغیب دینے پر بندۂ ناچیز نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کارکنانِ ختم نبوت میں شمولیت اختیار کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب سے ملاقات کی۔ قاضی صاحب نے کچھ ضروری سوال و جواب کے بعد کچھ نصیحتیں بھی فرمائیں اور ہمیں ہمارے ٹاؤن ذمہ داران کے ساتھ ملنے اور ان سے پوچھ کر سیکھ کے چلنے کا حکم بھی فرمایا۔ جلد ہی ہم عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت لانڈھی ٹاؤن کے نگران مولانا محمد عبدالوہاب پشاوری سے رابطے میں آ گئے۔ ہم ان کو اپنے علاقے لانڈھی نمبر 2 پر مدعو کرنا چاہتے تھے، تاکہ ہمارے دیگر ساتھیوں کو بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کا تعارف ہوجائے اور ہم زیادہ سے زیادہ ساتھی اس تنظیم کے باقاعدہ کارکن بن جائیں۔ ہم تمام ہی ساتھیوں کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ جماعت کی طرف سے ہمیں جو کام بھی دیا جائے، ہم اس کو بھرپور اور احسن انداز میں کریں۔ علاقے کی مساجد میں ختمِ نبوّت کے عنوانات پر باقاعدہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرات کے بیانات، ختم نبوت کورسز ہونے لگے۔ عام لوگوں کو بھی عقیدۂ ختمِ نبوت کے عنوان پر بہت زیادہ فائدہ ہونے لگا۔ علاقے کی تمام ہی مساجد کی انتظامیہ و نمازی حضرات کی جانب سے اس قدر جماعت کے کاموں کی حوصلہ افزائی ہونے لگی تو مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ اور مولانا محمد عبدالوہاب پشاوری نے لانڈھی کے علاقے بیت الحمزہ پارک میں ایک عظیم الشان تحفظ ختمِ نبوّت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ فرمایا۔ اس کانفرنس کی تاریخ 23 نومبر 2024 بروز ہفتہ رکھی گئی۔ الحمدللہ! تمام ساتھیوں کے اخلاص کی برکت، رات دن کی مسلسل محنت، بھرپور دعوتی و تشہیری مہم اور علاقے کی تمام مسجدوں کے نمازی، انتظامیہ و کمیٹی ممبران، مختلف سرکاری و پرائیویٹ ادارے، علاقے کے تمام تعلیمی مراکز، مختلف سیاسی و سماجی تنظیمیں، تاجر برادری، سوشل میڈیا، غرض ہر طرح سے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے طبقات کے بھرپور تعاون سے عظیم الشان تحفظ ختمِ نبوّت کانفرنس کا انعقاد ممکن ہوا۔ ہم عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کراچی کی مرکزی قیادت سے لیکر حلقہ لانڈھی کے ایک عام کارکن تک سب کو خصوصاً حلقہ لانڈھی کے ذمہ دار محترم محمد تنویر علی بھائی کو اس کامیاب تحفظِ ختمِ نبوّت کانفرنس کے انعقاد پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ پاک سب کی سعی کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں اسی طرح اتحاد و اتفاق کے ساتھ مستقل کام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے اس کام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

رپورٹ:...... محمد عبداللہ صدیقی

امیر المومنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کارنامے

دوسری قسط

حضرت مولانا سیّد محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں صدیق اکبرؓ کا مقام:

اسلام کے لئے صدیقی کارناموں کے زیرعنوان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث گزر چکی ہے، اس سے صدیق اکبرؓ کے مقام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

مندرجہ بالا عنوان کے ضمن میں ایک عجیب وغریب لطیفہ پڑھ کر محفوظ رکھئے!

عجیب وغریب لطیفہ:

حضرت حق جل مجدہ کا وصف ہے ''أرحم الرّاحمین'' (رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب ہے: ''رحمۃٌ للعالَمین'' (تمام جہانوں کے لئے رحمت)۔

صدیق اکبرؓ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''أرحم أمّتی بأمّتی أبوبکر'' (ساری امت میں سب سے زیادہ میری امت پر مہربان اور رحیم ابوبکرؓ ہیں)۔

الحاصل! طبیعت کی یہ موافقت اور پھر وہ خلوص جس کی نظیر سے ساری امت بلکہ ساری دنیا خالی ہے، تمام عظیم الشان کارناموں کی واحد دلیل ہے اور ایسے (مخلص) شخص کے کارناموں کا شمار کرانا ناممکن ہے، تاہم چند کارنامے بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں تاکہ آپ کے مقام کا اندازہ کیا جاسکے۔

☆.... ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بڑے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ (حضرت علیؓ کے بعد حضرت جعفر طیارؓ مسلمان ہوگئے تھے، وہ حضرت علیؓ سے تقریباً دس سال بڑے تھے، حضرت جعفرؓ سے تقریباً دس سال بڑے حضرت عقیلؓ تھے؛ یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، یہ حضرت ابو سفیانؓ کے بہنوئی تھے، انہوں نے ہجرت کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان وغیرہ سب سامان پر قبضہ کرلیا تھا؛ جو فتح مکہ کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے واپس نہیں لیا، یہ حضرت معاویہؓ کے پھوپھا تھے، اسی رشتہ سے وہ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں حضرت علیؓ سے مل کر شام حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے، جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انہیں زیادہ رقم کی ضرورت پڑ گئی، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بیت المال سے میرا وظیفہ آئے گا تو اس میں سے دوں گا، بیت المال میں سے نہیں دے سکتا۔ انہوں نے کہا کہ وہ مجھے کافی نہیں ہوگا، میں معاویہؓ کے پاس جاتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: جیسے آپ کا دل چاہیں کرلیں، تو وہ شام چلے گئے) اور صدیق اکبرؓ میں (کسی بات پر) شکر رنجی ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت تکلیف ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اضطرابی کیفیت میں فرمایا: ''کیا تم میری خاطر میرے دوست ''ابوبکرؓ'' کو معاف نہیں رکھ سکتے؟ کہاں اس کی شان اور کیا تمہاری حیثیت! واللہ، تمہارے سب دروازوں پر ظلمت وتاریکی رہی، صرف ابوبکرؓ ہی ہیں جن کے دروازہ پر نور رہا۔'' (ابن عساکر)

☆.... ایک دفعہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں کچھ کہا سنی ہوگئی تو اس پر ارشاد فرمایا: ''خدا نے مجھے تمہارے جانب مبعوث فرمایا، تم نے کہا: ''جھوٹ کہتے ہو!'' مگر ابوبکر نے کہا: ''سچ کہتے ہو!'' اور جان و مال سے میری ہمدردی کی۔ کیا تم میری خاطر میرے دوست کو معاف رکھو گے؟

مختصر یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک وزیر کی حیثیت سے رہے، تحریکِ اسلام میں آپ مشیر خاص تھے، بلکہ ابتداء میں صرف آپ ہی مشیر ہوتے تھے، کیونکہ آپ کے سوا حضرت خدیجہؓ اور ام ایمنؓ عورتیں تھیں،

حضرت زید بن حارثہ غلام، ظاہر ہے کہ عورتوں یا غلاموں میں وہ استحکام، سنجیدگی، تجربہ اور حزم (احتیاط) نہیں ہوسکتا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض کی ادائیگی اور مہمات تبلیغ میں بہتر مشورہ دیں، اور حضرت علیؓ بچے تھے۔

☆... اسی لئے حضرت سعید بن مسیبؒ فرمایا کرتے تھے: ''حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حیثیت وزیر جیسی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امور میں آپ سے مشورہ کیا کرتے تھے، یہی واقعات تھے جن کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرضِ وفات میں ارشاد فرمایا تھا: ''ہمارے اوپر جس جس کے احسانات تھے سب کے احسانات کی مکافات کردی، مگر ابوبکر کے احسانات کا بدلہ رہ گیا، اُن کی مکافات قیامت کے دن خداوند بالا و برتر کرے گا۔''

اولاد کی نذر:

اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد خانگی اور صنفِ نازک (خواتین) سے متعلق تعلیمات حاصل کرنے اور ان کی نشر و اشاعت کے لئے ایسی خاتون کی ضرورت تھی جو فہم و بصیرت، ذکاوت، ایثار، خلوص، صداقت میں ابوبکر صدیقؓ کا نمونہ ہوں، قدرت نے اس اہم اور عظیم الشان خدمت کے لئے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو ازل سے منتخب فرمایا تھا اور بظاہر یہی سبب تھا کہ آپ کے نکاح سے پیشتر ملاء اعلیٰ اور عالمِ ملائکہ کی جانب سے حریر اور ریشم کے کپڑوں میں ملبوس کرکے حضرت عائشہؓ کی شبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھلائی گئی تھی۔ (صحاح)

☆... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خدا! ابوبکر پر رحم فرمائے میرے سے اپنی لڑکی کا نکاح کیا، اور مجھے دارِ ہجرت ''مدینہ'' تک سوار کرکے لایا (اگرچہ اپنی سواری کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی دی تھی)۔''

☆... اس نکاح کے متعلق علماء محققین کا خیال ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ شریعت مطہرہ کا آدھا علم دنیا تک پہنچا ہے۔

واقعۂ معراج کی صدیق اکبرؓ کی طرف سے تصدیق:

رجب کے مہینہ کی ایک شب کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ معظّمہ کی مسجد حرام سے بیت المقدس پھر بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں، جنت و دوزخ، عالم برزخ اور ملاء اعلیٰ کی تمام چیزوں کا مشاہدہ کرایا، عرش اعظم پر بلاکر شرفِ ہمکلامی بخشا، اسی سفر میں پانچ نمازوں کا تحفہ ملا، اسی سفر کو ''معراج'' کہا جاتا ہے، اس عظیم الشان اور حیرت انگیز واقعہ کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے پندرھویں اور ستائیسویں پارہ میں ذکر فرمایا ہے۔

آج سائنس اور ترقی کے پجاری ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کے ذریعہ ایک جگہ کی آواز و تصاویر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ یہ فلاں ملک کی خبریں ہیں، فلاں ملک کی تصاویر ہیں، لیکن یہی لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے عظیم الشان معجزہ کا انکار کردیتے ہیں۔

یہی واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کفار مکہ ابوجہل (وغیرہ) کو سنایا تو ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی اور آپ کو جھٹلایا، ابوجہل نے صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص تم سے یہ کہے کہ میں رات کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ گیا تو ایسے شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ یعنی ایسے شخص کو تم جھوٹا کہوگے یا سچا؟ آپ نے جواب دیا: میرا خیال ہے، تم سے یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، تو یہ تو ایک واقعہ ہے جس کے متعلق تُو مجھ سے معلوم کر رہا ہے، میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب واقعہ پر یقین رکھتا ہوں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رات دن پیش آتا رہتا ہے۔ وہ واقعہ ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی لے کر نازل ہوتے رہنا۔ علماء کرام کا قول ہے کہ اس عظیم الشان معجزہ کی تصدیق پر دربارِ نبوت سے ''صدیق'' کا خطاب ملا۔

صدیق اکبرؓ کا سفرِ ہجرت اور راستے سے واپسی:

مشرکینِ مکہ کی صبح شام ہر وقت کی ایذاء رسانی سے جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی محفوظ نہ تھے تو مسلمانوں کی تو اُن کی نگاہ میں کوئی وقعت ہی نہ تھی، ان کا تو ناطقہ بند کر رکھا تھا، معیشت کے اسباب و ذرائع بند کردیئے تھے، ان کا جینا دوبھر ہوگیا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب مسلمانوں

کی مظلومیت دیکھی نہ جاسکی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا جی چاہے ہجرت کر کے حبشہ جاسکتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنی بہادری اور حبِّ رسول کی وجہ سے اگرچہ کفار کے مظالم برداشت کرتے رہتے تھے لیکن ان کے ظلم وستم سے محفوظ آپ بھی نہ تھے، آخر مجبور ہوکر ایک دن آپ بھی اپنے وطن عزیز مکہ معظّمہ سے ہجرت کی نیت سے روانہ ہوگئے، راستہ میں مقام برک الغماد پر پہنچے تو ابن الدغنہ نامی قارہ کے رئیس سے ملاقات ہوگئی، جو مکہ معظّمہ آرہا تھا، یہاں دونوں میں یوں گفتگو ہوئی:

ابن الدغنہ: جناب ابوبکر! کہاں کا قصد ہے؟

سیّدنا ابوبکر: قوم کے نادانوں سے تنگ آکر جلاوطن ہو رہا ہوں، جہاں موقع ملے گا جاؤں گا اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہوں گا۔

ابن الدغنہ: آپ جیسا شخص جلاوطن نہیں کیا جاسکتا، آپ مفلس وبے نوا لوگوں کی دستگیری کرتے ہیں، قرابت داروں کا خیال رکھتے ہیں، مصیبت زدہ لوگوں کی حمایت اور امداد کرتے ہیں، آپ میرے ساتھ واپس چلئے اور اپنے وطن ہی میں خدا کی عبادت کیجئے، میں آپ کو پناہ دیتا ہوں۔

ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تعریف کرتے ہوئے وہی الفاظ کہے جو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (غارِ حرا سے نبوت ملنے کے بعد واپسی پر) کہے تھے، اور آپؓ کو راستہ سے اپنے ساتھ مکہ واپس لے آیا، اور اہل مکہ کو ملامت کرتے ہوئے اعلان کردیا کہ حضرت صدیق اب میری پناہ میں ہیں، جو شخص ان کو ستائے گا اس کو (مجھ سے) جنگ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

کفار نے بادلِ ناخواستہ ابن الدغنہ کے امن کو تسلیم کرلیا، مگر ابن الدغنہ سے یہ کہا: آپ ابوبکرؓ کو یہ سمجھادیں کہ اپنے گھر کے اندر نماز اور قرآن پڑھا کریں، باہر یہ دھندا نہ پھیلائیں۔

قریش نے یہ پیش بندی اس لئے کی کہ یہ لوگ پہلے دیکھ چکے تھے کہ صدیق اکبرؓ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے تو لوگوں پر اس کا کیا اثر ہوتا تھا، ان لوگوں کو یقین تھا کہ صدیق اکبرؓ پھر وہی طریقہ اختیار کریں گے اور اس کا اثر ہماری عورتوں اور بچوں پر پڑے گا، آخر وہی ہوا جس کا خطرہ کفار کو تھا۔

صدیق اکبرؓ ابن الدغنہ کی پناہ میں آکر پابند رہے، لیکن جب مارچ جیسا موسم آیا تو انہوں نے اپنے مکان کے گھیر میں (نماز کی جگہ) بنالی اور نماز شروع کردی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار کو آپ کے خلاف ابن الدغنہ کو بھڑکانے کا موقع مل گیا، ابن الدغنہ نے ان کی باتوں سے متاثر ہوکر اپنا امان واپس لے لیا۔

آپ اپنے گھر کے احاطہ میں نماز پڑھتے، قرآن کریم کی تلاوت کرتے جس کو سن کر آس پاس کے بچے اور عورتیں جمع ہو جاتیں اور بڑے ذوق وشوق سے قرآن کریم سن کر اسلام اور قرآن کی بے ساختہ تعریفیں کرتیں، کافروں کو اس سے یہ فکر ہوگیا ایسا نہ ہو ہماری ہی عورتیں قابو سے باہر ہو جائیں۔ اس لئے ان لوگوں نے ابن الدغنہ سے شکایت کی اور اس کو خوب بھڑکایا تاکہ پناہ کا وعدہ واپس لے لے، کفار کے احتجاج سے متاثر ہوکر ابن الدغنہ نے صدیق اکبرؓ سے کہا: اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں عبادت کیا کریں، آپ نے اس کو صاف جواب دے دیا اور فرمایا: مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا، تم چاہو تو اپنی پناہ کا وعدہ واپس لے لو، مجھے اپنی پناہ کے لئے میرا خدا کافی ہے۔ (بخاری)

صدیق اکبرؓ نے امن کی واپسی کو غنیمت سمجھا اور اب کھلے بندوں اندرونِ مکان اور بیرون مکان تبلیغ شروع کردی، اس کا نتیجہ یہ ہوا حضرت صدیقؓ کا عارضی سکون ختم ہوگیا، کفار آپ کو ایذا رسانی کی نئی نئی صورتیں سوچنے لگے اور صدیق اکبرؓ کو تختۂ مشق بنانا شروع کردیا، مگر حضرت صدیق اکبرؓ اس پر خوش تھے کیونکہ ان کی صدیقیت کا یہی تقاضا تھا۔

ہجرت مدینہ میں رفاقت رسول:

تیرہ سال ہوگئے، مکہ کی مقدس وادیاں صدائے حق سے گونج رہی ہیں، عرشِ معلّٰی سے نازل شدہ وحی صبح وشام سنائی جارہی ہے، سعید روحیں آیاتِ بینات کو سن کر اور دیکھ کر لبیک کہہ رہی ہیں، مگر افسوس! غالب اکثریت کے دل پتھر ہوگئے ہیں، پتھر بھی پھٹ جاتا ہے، اس میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں، مگر ان لوگوں کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

سلع کی پہاڑیاں، مدینہ طیبہ کی وادیاں

تاریک ہیں، مگر نور کے لئے بے چین ہیں، خدا کا وہ کلام جو وادیِ فاران میں پڑھا جارہا تھا، اس کی گونج مدینہ میں پہنچتی ہے، وہ آفتاب جو مشرق سے طلوع ہوا تھا، اس کی کرنیں مدینہ طیبہ کے تاریک میدانوں پر پڑتی ہیں تو یکا یک روشن ہونے لگتے ہیں اور رفتہ رفتہ مدینہ اہلِ ایمان کی پناہ گاہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ اہلِ ایمان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بحکمِ خداوندی حکم ہوتا ہے کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے متعلق خواب میں اپنا دارالہجرت دیکھ چکے ہیں کہ اس جگہ کھجور کے درخت بہت ہیں۔

صدیق اکبرؓ ہجرت کی اجازت طلب کرتے ہیں مگر دربار رسالت سے جواب ملتا ہے ابھی جلدی نہ کرو، ممکن ہے مجھے بھی ہجرت کا حکم ہوجائے، آخر ایک دن خدا نے (حکم) کیا آپ کو ہجرت کا حکم مل گیا، اس سے پہلے صدیقِ اکبرؓ نے ہجرت کے لئے سامانِ سفر تیار کرنا شروع کردیا تھا اور اسی نیت سے دو سانڈنیاں خرید کر چھوڑ دی تھیں تاکہ کھا پی کر فربہ ہوجائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کا حکم ملتے ہی حضرت ابوبکرؓ کو خوشخبری سنانے کے لئے عین دوپہر میں سر پر چادر ڈالے ان کے گھر پہنچے اور ہجرت کی خوشخبری سنائی۔ صدیق اکبرؓ زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کا مژدہ سن کر خوشی میں بے خود ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ! کیا اس سفر میں خادم کو بھی شرفِ ہم رکابی کی سعادت نصیب ہوگی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا غیر وقت آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ تمہیں تیار ہوجانے کی اطلاع کردوں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ تو کئی ماہ سے اس انتظار میں تھے، سانڈنیاں خرید رکھی تھیں فوراً رختِ سفر تیار ہونے لگا، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بڑی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو توشہ باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی تو فوراً اپنی کمر کا پٹکا بیچ میں سے پھاڑ کر آدھے حصہ میں توشہ دان باندھ دیا، اس تاریخی ایثار سے حضرت اسماءؓ کو ''ذات النطاقین'' کا تاریخی خطاب مل گیا۔

☆... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیقؓ کو ایک اونٹنی کی قیمت پہلے ہی ادا فرماچکے تھے، صدیق اکبرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کو مقدم رکھ کر قیمت یہ کہہ کر لے لی تھی کہ صدیقؓ اس کا مال و دولت سب آپ ہی کا ہے پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبرؓ دونوں بیت صدیقؓ کی کھڑکی سے نکل کر غارِ ثور پہنچے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبرؓ غارِ ثور میں:

مکہ معظمہ سے اگر سیدھے مدینہ طیبہ پہنچتے تو ممکن تھا کہ تیز دوڑنے والے گھوڑوں کے ذریعہ راستہ میں پکڑ لئے جاتے، لہٰذا طے شدہ تجویز تھی کہ ابتداً مکہ سے نکل کر کسی خفیہ جگہ قیام کیا جائے، اس کے لئے ''غارِ ثور'' منتخب کیا گیا، غار پر پہنچ کر پہلے صدیق اکبرؓ نے اس کو صاف کیا، سوراخوں کو کپڑا پھاڑ پھاڑ کر بند کیا، یہ سوراخ موذی جانوروں کے مسکن بنے ہوئے تھے، تمام سوراخ بند کردینے کے باوجود کپڑا ختم ہوجانے کی وجہ سے ایک سوراخ باقی رہ گیا، حضرت صدیق اکبرؓ نے سوچا کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلالوں اس کے بعد آپ کو بلاکر آرام کے لئے لٹاکر ایڑی سے بند کرلوں گا، اندر بلاکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑا آرام فرمالیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیق اکبرؓ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو جاتے ہیں، بل کے اندر سے ایک سانپ حضرت صدیق اکبرؓ کے پاؤں میں ڈس لیتا ہے، اس کا زہر بدن میں سرایت کرنے لگتا ہے، صدیق اکبرؓ کو اپنی موت کا یقین ہوجاتا ہے، مگر اس کا کوئی غم نہیں، اس سے زیادہ خوش نصیبی کیا ہوگی کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں جان دے دوں، البتہ اس کا غم ہے کہ آقائے دوجہاں تنہا رہ جائیں گے۔

اس تصور سے دل میں گھبراہٹ ہوتی ہے، آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں جو چہرۂ انور پر گرتے ہیں، مسیحاء نوعِ آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کھل جاتی ہے، آپ چونک اٹھتے ہیں اور دریافت فرماتے ہیں: ابوبکر! کیا بات ہے؟ جواب دیتے ہیں، پاؤں میں کسی چیز نے کاٹ لیا ہے، اس کی تکلیف ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخم پر لعابِ مبارک لگادیتے ہیں جس سے تمام تکالیف اور زہر کا اثر کافور ہوجاتا ہے۔

(جاری ہے)

کسبِ حلال کی اہمیت

مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی

جاننا چاہیے کہ کسب یعنی: کمائی کی دو قسمیں ہیں: ایک حلال کمائی اور دوسری حرام کمائی، شریعت نے جس کمائی کو پسند کیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے وہ حلال کمائی ہے، حرام نہیں، چنانچہ! حلال کمائی کی طلب کو اُجاگر کرنے کے لیے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں جابجا انسانوں کی رہنمائی کی گئی ہے، اس کے لیے جہاں اللہ تعالیٰ کے ارشادات و احکامات نظر آتے ہیں وہاں ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے اَقوال و اَفعال سے بھی حلال کمائی کے پسندیدہ ہونے اور اسے اختیار کرنے کا علم ہوتا ہے اور اس کے برعکس حرام کمائی کی مذمت، اس کی بے برکتی، اس کے نقصانات اور دنیاو آخرت میں اس کا نقصان دہ ہونا بھی پوری طرح واضح کیا گیا ہے، ذیل میں رزق حلال کی اہمیت، ضرورت اور اس کے دنیوی و اخروی فوائد پر کچھ گفتگو کی جائے گی، سب سے پہلے اس موضوع پر اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر غور کیا جائے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنی کتاب قرآن حکیم میں ساری انسانیت کو، پھر انسانوں میں سے سب سے افضل انبیاء کرام کو، اور پھر ان کے بعد ایمان والوں کو جدا جدا خطاب کر کے رزق حلال اور پاکیزہ، طیب و طاہر اشیاء کے حاصل کرنے اور اختیار کرنے کی طرف متوجہ فرمارہے ہیں:

سارے انسانوں کے نام حلال کھانے کا حکمِ خداوندی:

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”یَآ اَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔“ (البقرة:168)

ترجمہ: ”اے دنیا بھر کے لوگو! تم زمین میں سے صرف وہ چیزیں کھاؤ جو حلال اور پاک ہوں، اور تم شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

انبیاء و رسل علیہم السلام کے نام حلال کھانے کا حکمِ خداوندی:

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس و مطہر جماعت کو قرآن مجید میں خطاب فرمایا:

”یَآ اَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۔“ (المومنون:51)

ترجمہ: ”اے رسولو! صاف وستھری چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو، بے شک میں جانتا ہوں جو تم کرتے ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی و رسول علیہ السلام کے ساتھ اس کے زمانہ میں یہ خطاب کیا اور اس کو یہ نصیحت فرمائی، اور قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں اپنے اس حکم کو جمع کے صیغے سے اس لیے ذکر فرمایا کہ سننے والا یہ جان لے کہ یہ وہ حکم ہے جو تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو دیا گیا ہے اور سب کو اس حکم کی وصیت کی گئی ہے، اس لئے یہ حکم اس لائق ہے کہ تمام امتیں اس حکم پر مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔ یعنی: اس خطاب سے مقصود انبیاء و رسل علیہم السلام کی وساطت سے ان کی امتوں تک پیغام پہنچانا ہے کہ رزق حلال وطیب کھائیں، اور حرام و ناپاک رزق سے پرہیز کریں اور اعمال صالحہ کریں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت اُم عبداللہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں افطاری کے وقت دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، اس دن آپ ﷺ روزے سے تھے، سخت گرمی کا موسم اور طویل دن تھا، آپ ﷺ نے دودھ قاصد کو دیکر واپس بھیج دیا، کہ یہ پوچھ کر آؤ کہ یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ حضرت اُم عبداللہ رضی اللہ عنہا نے جواب بھیجا:

ترجمہ: ”کہ یہ دودھ میری بکری سے حاصل ہوا ہے، قاصد نے آپ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہو کر بتایا، تو آپ ﷺ نے قاصد کو دوبارہ واپس بھیجا کہ یہ معلوم کرو کہ وہ بکری تجھے کہاں سے ملی ہے؟ حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ بکری میں نے خریدی ہے۔ تب آپ ﷺ نے وہ دودھ پی لیا۔ دوسرے دن حضرت اُم عبداللہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے سخت گرمی اور لمبے دن کی وجہ سے آپ کی خدمت میں دودھ بھیجا تھا مگر آپ ﷺ نے واپس کر دیا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رسولوں (علیہم السلام) کو یہی حکم ہے کہ صرف پاکیزہ چیز ہی کھاؤ اور نیک عمل ہی کرو۔"

(المستدرک علی الصحیحین، الرقم:7159)

خاص ایمان والوں کے نام حلال کھانے کا حکمِ خداوندی:

اور پھر اس کے بعد قرآن مجید میں اس امت محمدیہ کے اہل ایمان کو خاص طور پر جداگانہ خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔" (البقرۃ:172)

ترجمہ:"اے ایمان والو! اگر تم اللہ ہی کی عبادت کرنے والے ہو تو ہم نے تمہیں جو پاکیزہ چیزیں دی ہیں، انہی میں سے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو۔"

مذکورہ بالا اور دیگر بہت سی آیات مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ:

☆..... رزق حلال وطیب حاصل کرنا اور استعمال کرنا حکم خداوندی ہے۔

☆..... حصول حلال کی کوششوں میں لگنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے۔

☆..... رزق حلال کھانے سے نیکیوں اور عمل صالح کی توفیق ملتی ہے، گویا کہ رزق حرام سے بچنے والے انسان کے لئے نیک اعمال کرنے آسان ہوجاتے ہیں۔

☆..... رزق حلال سے تقویٰ و طہارت کا حصول اور شیاطین کی اتباع سے بچاؤ ہوتا ہے۔

☆..... اور رزق حلال وہ عظیم دولت ہے کہ جس کو یہ حاصل ہوجائے اُسے اور کچھ نہ ملے تو کوئی پروا نہیں۔ یعنی: انسان رزق حلال کی برکت سے دنیوی اور اخروی نقصانات سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

حلال کمائی کے حصول میں مزاج شریعت کی رعایت:

قرآن مجید کے احکامات کی روشنی میں ہی جناب نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے کی ترغیب دی، دوسروں کے سامنے مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلانے سے روکا، اس کی مذمت بیان فرمائی، اور امت کو اس مقام پر لانے کی محنت فرمائی کہ حلال کما کر خود بھی عزت سے زندگی گزارو اور دوسروں کی بھی حاجات پوری کرنے کا ذریعہ بنو، اور اس خرچ کے ذریعے اپنی حیات اور بعد الممات کے لیے صدقہ جاریہ کی بے شمار صورتوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ چنانچہ! رزق حلال کی ترغیب دیتے ہوئے انسان کو اس معاملے میں افراط وتفریط سے بچنے کی طرف سے متوجہ کیا گیا، اس بارے میں کچھ اصولی باتیں ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں، انہیں ملاحظہ فرمائیں:

حلال طریقے سے حلال اشیاء حاصل کریں: حلال اشیاء کا حصول اور وہ بھی حلال طریقے سے، مثلاً: کھانے پینے کی اشیاء حلال تو ہوں، لیکن انہیں چوری کر کے حاصل کرنا یا کمائی تو کرنا لیکن دھوکہ، خیانت، جھوٹ اور کمانے کے فاسد طریقوں سے کمانا، یہ نہ ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:"اگر تیرے اندر یہ چار باتیں ہوں تو دنیا تجھ سے فوت بھی ہوجائے تو تجھے کوئی نقصان نہیں، ایک: امانت کی حفاظت، دوسری: بات میں سچائی، تیسری: اچھے اخلاق اور چوتھی: کھانے میں پاکیزگی (یعنی: رزق حلال)۔"

(المستدرک علی الصحیحین، الرقم:۷۸۷۶)

اس کمانے میں اتنا زیادہ بھی نہیں لگنا کہ اپنے اصل فرائض منصبی سے ہی غافل ہو جائیں، ایک حد تک کمانا ہے، موجودہ زمانے میں جیسے: کمائی کرنے والے نمازوں سے بھی غافل، روزوں کے بھی تارک، دعوت وتبلیغ، حصول علم دین اور جہاد وغیرہ جیسے امور سے بھی غافل اور ان کے تارک وغیرہ نظر آتے ہیں، ایسا نہ ہو۔ کمائی کے ساتھ ساتھ اِن سب اُمور کے لیے بھی وقت نکالیں، ورنہ ایک وقت آئے گا کہ یہ مال؛ اس شخص کی سب کچھ سے اَعمالِ صالحہ سے چھٹی کروادے گا۔

ایک طبقہ تو نماز کی طرف آتا ہی نہیں، کچھ نماز ادا کرتے ہیں لیکن کاروباری مصروفیات کی وجہ سے فارغ ہوکر اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں، کچھ مزید احتیاط کرلیں تو اپنی کاروباری مراکز میں ہی نماز باجماعت کا نظم بنا لیتے ہیں، یہ سب کچھ درجہ بدرجہ مسجد، جماعت، یا نماز کو ہی چھوڑ دینے کی مختلف صورتیں ہیں، جو یقیناً تحسین اور حوصلہ افزائی کے قابل نہیں ہیں، اسی طرح اس سے بھی قبیح صورت؛ جمعہ والے دن دیکھنے میں آتی ہے کہ دکاندار اپنے ایک فرد کو سب سے نزدیکی مسجد میں جمعہ ادا کرنے کے لئے بھیج دیتے ہیں، دوسرے کو اس کے بعد جمعہ قائم ہونے والی مسجد میں بھیج دیتے ہیں، اور اسی طرح تیسرے فرد کو تیسری مسجد میں بھیج دیتے ہیں، یہ سب کچھ کیا ہے؟! یہ ہم اپنے آپ کو دھوکہ دینے والے ہیں۔ اپنے آپ کو اس سب سے بچانا ہے، کمائی کریں؛ لیکن جب نماز کا وقت آجائے تو اب چھٹی، اب پہلے اللہ تعالیٰ کا نماز والا حکم ہونا چاہیے، اُس کے بعد رزق حلال کے حصول کے لیے جستجو۔

مخصوص (یعنی: حلال) طریقے سے کمانا ہے:

کمائی کے شرعی قواعد وضوابط اور احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے کمائی کرنا، حرام ذرائع آمدن سے بچنا، اور جو بھی حلال ذریعہ آمدن اختیار کیا جائے اس میں شریعت کی تعلیمات کو سیکھ کر کمائی کرنا۔ اگر اس شعبے کے علم کو سیکھے بغیر اس کمائی کے ذریعے میں لگا تو سخت خطرہ ہے کہ ایسا شخص اپنی کم علمی کی وجہ سے حرام ذرائع کے حصول میں جا پڑے اور اللہ کا مجرم بن جائے، جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ بازاروں میں چکر لگاتے تھے اور بعض تاجروں کو اپنے درے سے مارتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ”ہمارے بازار میں وہی شخص خرید وفروخت کیا کرے، جس نے اپنے اس کاروبار سے متعلق علم حاصل کرلیا ہو۔“ (سنن الترمذی، الرقم:۴۸۷)

امام بغویؒ نے اپنی شرح السنہ میں اوپر ذکر کردہ الفاظ کے بعد مزید یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ: اگر اس نے اس کاروبار کے متعلق علم حاصل نہ کیا تو وہ چاہنے یا نہ چاہنے کے باوجود سود کھانے کے گناہ میں مبتلا ہوجائے گا۔

(شرح السنۃ للبغوی، الرقم:۸۱۰)

مخصوص وقت میں اور مخصوص وقت تک کمانا ہے:

اللہ تعالیٰ نے کام کے لیے دن بنایا ہے، رات نہیں، رات آرام کے لیے بنائی ہے، زمانے کی موجودہ روِش فطرت کے خلاف ہے، کہ رات گئے تک کاروباری مصروفیات اور پھر دن چڑھے تک سوتے رہنا، یہ طرزِ زندگی مزاجِ شریعت کے خلاف ہے اور بے برکتیاں پیدا کرنے والا ہے۔

اور پھر دن میں بھی کمائی کے لیے بابرکت وقت صبح فجر کے بعد کا قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حتی الوسع ان اوقات میں کمائی کی صورتوں کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، نمازوں کے اوقات میں کاروبار کو ترک کر دیا جائے، بالخصوص جمعہ والے دن، نماز جمعہ کی اذان اول کے وقت بہرحال کاروبار ترک کردیا جائے، پھر نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد دوبارہ تجارت وغیرہ میں مشغول ہونے کی اجازت ہے۔ فرمانِ عزوجل ہے:

”فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔“ (الجمعۃ:۱۰)

ترجمہ: ”پھر جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو بہت یاد کرو، اس امید پر کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔“

الغرض! جمعہ والے دن کمائی کرنے کا حکم یہ تھا جو مذکور ہوا، جبکہ ہمارا عمل اس کے برعکس نظر آتا ہے، جمعہ والے دن صبح سے دوپہر تک تو اکثر پیشہ ور اپنے اپنے کسبِ معاش میں مشغول رہتے ہیں، اور جمعہ کے بعد کاروبار سے چھٹی کر لیتے ہیں، حالانکہ مذکورہ بالا آیت مبارک کی روشنی میں کسب معاش کے لیے جمعہ والے دن افضل وقت؛ جمعہ کے بعد کا سمجھ میں آتا ہے، اُس وقت کو اِس طرح چھٹی کرکے ضائع نہیں کردینا چاہیے۔

اکابر علماء کرام اس چیز کی ترغیب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ صبح؛ اشراق یا چاشت کے وقت سے عصر کے وقت تک کمائی میں لگا جائے، اور اس کے بعد عصر سے لے کر عشاء تک اپنا وقت دین کی محنت، دعوت وتبلیغ اور حصول علم دین میں مصروف کیا جائے، اور نماز عشاء کے بعد ایک مخصوص وقت تک اہل خانہ کے ساتھ میل ملاپ رکھا جائے، پھر اس کے بعد جلد سو کر رات کے آخری پہر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوا جائے۔ (جاری ہے)

ڈاکٹر فریدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ .... چند یادیں!

مولانا محمد ساجد (مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، بھکر)

ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب نے ابتدائی تعلیم فرید پور گاؤں میں حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بعد 1949ء کے اوائل میں وہ نور پور تھل ضلع خوشاب منتقل ہوئے اور وہاں پانچویں، چھٹی، ساتویں کلاس ماسٹر اللہ دتہ آرائیں، استاد غلام علی، استاد نور محمد کے پاس پڑھیں۔ ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ کے والدین نے انہیں مذہبی تعلیم بھی دی۔ وہ صوم وصلوٰۃ، ذکر و اذکار کے پابند اور اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ونظریات کے حامل تھے۔ انہوں نے حیات انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق راہنمائی کے لئے مولانا محمد علی جالندھریؒ سے رابطہ قائم کیا یوں مجلس تحفظ ختم نبوت سے جڑ گئے۔

چونکہ ڈاکٹر صاحب کا اصلاحی تعلق خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے قائم ہوا۔ ان اکابرین کی صحبت میں رہ کر ڈاکٹر صاحب نے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کو اپنا مشن بنایا۔ آپ نے ہرنولی میں اپنا مطب کھولا۔ فرماتے تھے کہ میں 1962ء سے مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوں، اس دور میں بیٹھکوں، ہوٹلوں پر مرزائی گپ شپ کی مجلس کے بہانہ سے اپنی تبلیغ کرتے۔ ڈاکٹر صاحب چٹکلوں بھرے دلائل سے شکست دیتے، فرمایا: ایک ہوٹل پر بیٹھک سجی ہوئی تھی، ایک مرزائی مرزا کی کوئی بات سنا رہا تھا، میں بھی آدھمکا! میں نے اس سے پوچھا کون سے مرزا کی بات کر رہا ہے؟ ”مرزا صاحباں دی، یا مرزا محمدی بیگم دے عاشق دی“ بس ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا تھا مرزائی ایسا حواس باختہ ہوگیا کہ اس کے بعد وہ وہاں سے رفو چکر ہوگیا، بعد میں حاضرین کو مرزا کی اصلیت سے آگاہ کیا وہ بھی چوکنے ہوگئے۔

آپ نے 1966ء میں مولانا لال حسین اخترؒ کے ساتھ قاضی نذیر قادیانی سے ایک مناظرہ میں حصہ لیا، جس کا موضوع ”صدق و کذب مرزا“ تھا۔ مناظرہ کے دوران قاضی نذیر قادیانی نے اپنا رعب قائم کرنے کے لئے مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ مولانا لال حسین اخترؒ نے فوراً قبول کر کے رعب دار آواز میں کہا کہ مجھے چیلنج قبول ہے۔ جس پر قاضی نذیر کا بوکھلاہٹ میں پیشاب خارج ہوگیا اور مناظرہ سے انکار کر دیا۔

پپلاں کے قریب واقع حافظ والا ایک ایسا علاقہ ہے جو قادیانیت زدہ ہے۔ یہاں پر قادیانی برادری کے کئی گھر آباد تھے، ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ نے حافظ والا میں قادیانیت کے خلاف اپنی آواز بلند کی اور لوگوں کو اس کے بارے میں آگاہ کیا۔ آپ کا وجود قادیانیت کے لیے سوہان روح تھا۔

1982ء میں جب بھکر کو ضلع کی حیثیت حاصل ہوئی، تو اس کے ساتھ ہی تقریباً 30 مرزائی آفیسرز، ججز اور دیگر عہدیداروں کی بھکر میں تعیناتی ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس سازش کو بروقت بھانپ لیا اور بڑی حکمت عملی اور بصیرت سے اس مورچے کو سنبھالا۔ انہوں نے ”سانپ بھی مرجائے لاٹھی بھی نہ ٹوٹے“ کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے یہ اہم فریضہ سرانجام دیا کہ تمام مرزائی آفیسر بھکر چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ موصوف کی اس حکمت عملی اور بصیرت نے بھکر کے لوگوں کو مرزائیوں کے خلاف آگاہ کیا اور انہیں اپنے حقوق کے لیے لڑنے کی ترغیب دی۔

ڈاکٹر دین محمد فریدی جرأت اور بہادری، اخلاص وتوکل کا نام تھا، ان کی بہادری اور جرأت نے انہیں ایک نڈر مجاہد کی روپ میں پیش کیا، ختم نبوت کے محاذ پر ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، تقریباً 38 سے زائد مقدمات فتنہ قادیانیت کے خلاف لڑے اس کے علاوہ فتنہ گوہر شاہی اور منکرین حدیث اور عظمت فاروق اعظمؓ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کی گئی ہرزہ سرائی پر بھی میدان سے پیچھے نہ رہے، الحمدللہ! تمام مقدمات میں ہمیشہ فتح نے قدموں کو چوما!!

حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب قاسمیؒ کی نیلا گنبد لاہور میں صحبت حاصل ہوئی، 93 ٹی ڈی اے درٹہ کروڑلعل عیسن مرزائیت زدہ چک ہے، اس علاقے میں ہونے والے مقدمہ کی بھی انہوں نے پیروی کی، زندگی بھر کسی مرزائی آفیسر کو سرزمین بھکر پر ٹکنے نہیں دیا۔

قادیانی ڈاکٹر شوکت مجوکہ بھکر ہیلتھ میں آیا آپ نے اس کو بھاگنے پر مجبور کیا۔ ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ نے چشتی چوک ڈھانڈلہ گلی کے پاس موجود مرزاڑے پر مرزائیوں کے بنائے گئے مورچے کے خلاف ضلعی انتظامیہ سے کارروائی کا مطالبہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے انتظامیہ کو یہ مشورہ دیا کہ وہ مرزائیوں سے خود گروائیں، تاکہ وہ بعد میں مظلومیت کا رونا نہ رلاسکیں۔ انتظامیہ نے آپ کی حکمت اور بصیرت کو سلام پیش کیا اور ان کی تجویز پر عمل کیا۔ اسی طرح ریسکیو میں ایک مرزائی آفیسر امتیاز آیا، تو ڈاکٹر صاحب نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ مرزائی آفیسر نے ریسکیو کے کمپیوٹر کا استعمال مرزائیت کی تبلیغ کے لیے کیا، جو کہ ایک غیر قانونی اور غیر اخلاقی کام تھا۔ انہوں نے ریسکیو کے نوجوانوں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف آواز بلند کی اور اسے اپنے غیر قانونی کاموں سے باز رکھا۔ مرزائی آفیسر کو راہ فرار پر مجبور ہونا پڑا۔

1994ء میں، 62 ایم ایل کے نمبردار شیخ دبیر قادیانی نے ضلع کونسل ہال بھکر میں ایک تقریب میں شرکت کی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر گفتگو شروع کی۔ بھکر ٹائم کے بانی ذوالقرنین سکندر مرحوم نے ڈاکٹر صاحب کو پیغام بھیجا، جس پر آپ نے یادگار اسلاف مولانا محمد عبداللہ بھکریؒ کو مطلع کیا اور فوری طور پر دیگر احباب کو بھی اعتماد میں لیا۔ امتناع قادیانیت آرڈی نینس 1984ء کی خلاف ورزی کی درخواست اور ایف آئی آر درج کروائی اور ڈٹ کر کھڑے رہے۔ والد گرامی حکیم سلطان محمود صاحب خادم خانقاہ سراجیہ بھی اس مقدمہ میں ایک بار پیش ہوئے۔ بالآخر، نمبردار شیخ دبیر قادیانی اشتہاری قرار پایا اور ملک چھوڑ کر ایسے نو دو گیارہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں وہ ملک واپس نہیں آسکا۔

حیدرآباد تھل کے ڈاکٹر دلبند قادیانی کا بھرپور تعاقب کیا، حافظ والا کے مرزائی عمرہ پر جا رہے تھے، اطلاع ملنے پر اسلام آباد پاسپورٹ آفس میں جاکر پاسپورٹ کینسل کروایا، سینکڑوں مسلمان بچیوں اور بچوں کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنے، بھکر کے ایک نوجوان اکرام اللہ نیازی جو قادیانی ریٹائر ماسٹر صدیق جو کہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے اور عبداللطیف کی تبلیغ سے مرزا طاہر کو بیعت کا خط لکھ چکا تھا، ڈاکٹر صاحب کے مطب پر حاضر ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کو ختم نبوت کا لٹریچر دیا، قادیانیت پر گفتگو کی، اور اس نے مرزا طاہر کا خط ڈاکٹر صاحب کے حوالے کیا۔ اس نے اصل حقائق مرزا طاہر کو لکھ کر 1988ء میں قادیانیت سے بیزاری کا اعلان کیا۔

نواں جنڈانوالہ کی ایک بچی کا رشتہ مرزائی سے ہوگیا جو کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہا تھا۔ اپنے شیخ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب خانقاہ سراجیہ کے حکم پر آپ نے مکمل تحقیقات کروا کر اس قادیانی کا قادیانی ہونا واضح کر کے اس بچی کی عزت و آخرت کا تحفظ کیا، پھر اسی مرزائی نے جوہرآباد آہیر خاندان کی بچی سے نکاح کی کوشش کی، ڈاکٹر صاحب نے اس کو بھی ناکام بنایا۔ بالآخر مرزائیوں نے آخری ہتھکنڈا استعمال کرتے ہوئے آپ کو بھاری رقم کی پیشکش کی، ڈاکٹر صاحب نے ان کی اس پیشکش کو بھی ٹھکرا دیا۔

2022ء جنوری میں، مرزائیوں نے بھکر میں کئی کنال پر مشتمل رقبہ قادیانی جماعت کے نام منتقل کرنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر صاحب کو علم ہوا اور انہوں نے آواز بلند کی، تمام سیاسی مذہبی طبقات آپ کے ہم آواز ہوئے اور الحمدللہ! رجسٹری روک دی گئی۔

حیدرآباد تھل کے علاقے ماہنی میں فتنہ گوہر شاہی کے ماسٹر حبیب اللہ ماہنی کو ناکوں چنے چبوائے اور گرفتاری ہوئی، مقدمہ چلا اور بیرون ملک فرار ہوا اور اشتہاری قرار پایا۔ اسی طرح حال ہی میں خانسر کے قریب نواں گسو میں فتنہ گوہر شاہی جو بڑی قوت سے پنپ رہا تھا، ڈاکٹر صاحب کے تعاون سے 2019ء میں ان کا غیر قانونی پروگرام انتظامیہ کو مطلع کر کے کینسل کروایا۔ الحمدللہ! چند گوہر شاہیوں نے اسلام قبول کرلیا اور ان کی سرگرمیوں میں مکمل گرفت حاصل ہوگئی۔

معروف نام نہاد انسانی حقوق کی وکیل عاصمہ جہانگیر کو بھی للکارا اور ڈاکٹر صاحب کا یہ (باقی صفحہ 23 پر)

تبصرۂ کتب

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

الدر الثمین فی دفاعِ مولانا محمد امینؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ، صفحات: ۱۶۸،

ناشر: دفاعِ صحابہؓ واہلِ بیتؓ اکیڈمی، لاہور

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ مسلک حقہ کے سچے ترجمان تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں تقریر وتحریر دونوں کا دَھنی بنایا تھا، چناں چہ انہوں نے اپنے علم وقلم سے اہلِ السنۃ والجماعۃ کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔ ان کی یہ خدمت اہلِ غویٰ سے برداشت نہ ہوسکی تو انہوں نے حضرت اوکاڑویؒ کی ذات کو مجروح کرنے کے لئے اہل بدعت کی طرح دجل وتلبیس سے کام لیا اور آپ کی شہرہ آفاق کتاب ''تجلیاتِ صفدر'' میں نقل کردہ چند روایات سیاق وسباق کے پیرائے سے کاٹ کر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند بھیجیں تاکہ حضرت اوکاڑویؒ کو مجروح ومطعون کیا جاسکے۔ ان کا یہ سیاہ کارنامہ دراصل علمائے دیوبند کے خلاف ''حسام الحرمین'' جیسی تکفیری مہم کا تسلسل ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ (شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا) کو، جنہوں نے سنتِ مدَنیؒ پر عمل کرتے ہوئے اصل صورتِ حال سے اربابِ دارالعلوم دیوبند کو باخبر کیا، جس کے بعد دارالعلوم دیوبند نے نہ صرف اپنے فتوے سے رجوع کیا بلکہ حضرت اوکاڑویؒ کی جانب سے دفاع کرتے ہوئے ان کی دینی خدمات کی عظمت و وقعت کا اعتراف بھی کیا اور اس سازشی ٹولے کی سازش کو ناکام بنایا جو حضرت اوکاڑویؒ پر چسپاں کر کے بہتان باندھنے لگے تھے۔

زیرِ نظر کتاب میں مصنف محترم نے وہ تمام فتاویٰ، اکابر کی تقریظیں اور تحریریں جمع کردی ہیں جو حضرت اوکاڑویؒ کی عظمتِ شان پر شاہدِ عدل ہیں، نیز ناصبی یزیدی نظریات کا جائزہ اور ان کے شبہات کا شافی حل بھی حضرت اوکاڑویؒ کے مضامین سے پیش فرمادیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی عظمت اجاگر کرنے کے لئے رافضی اشکالات کا توڑ کرنے کی طرح اہل بیت اطہارؓ کی بھی شانِ بلند کا تذکرہ کرنا اور ناصبی یزیدی اعتراضات کی راہ میں سدِّ سکندری قائم کرنا اہل سنت کا فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو اس خدمت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور ہم سب کو اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلکِ اعتدال پر تادمِ آخر کاربند رکھے، آمین!

خطباتِ بشیر فی سیرتِ سراجِ منیر:

(قادیانیوں کے حق میں سپریم کورٹ کا غیر منصفانہ فیصلہ)

مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر نقشبندی ابن امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ

ناشر: حق چاریار اکیڈمی، گجرات۔

رواں سال سپریم کورٹ آف پاکستان سے ایک قادیانی ملزم مبارک ثانی کی ضمانت منظوری کا ایک فیصلہ جاری ہوا، جو قانونی نکتہ نظر سے کمزور ہونے کے علاوہ سراسر خلافِ شریعت تھا۔ اس فیصلے سے یہ تأثر بن رہا تھا کہ قادیانیوں کو ان کی چار دیواری کے اندر اپنے خلافِ اسلام اور مخالفِ پاکستان عقائد ونظریات کی تشہیر کی برملا اجازت دی جارہی ہے۔ چناں چہ

تین باتوں سے زبان قابو میں رکھیں

اس معاملے میں حضرات علمائے کرام فرماتے ہیں کہ تین باتوں سے ہمیشہ اپنی زبان کو بچا کر رکھیں۔ ایک یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی آپس کے مشاجرات (یعنی لڑائیوں) میں اپنی زبان بند رکھو، وہ ان کا معاملہ تھا، ہماری حیثیت نہیں کہ ہم ان کے معاملات میں کوئی فیصلہ کریں۔ ان میں سے ہر ایک مجتہد تھا، ہر ایک نے اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا اور مجتہد اگر خطا پر بھی ہو تو اسے ایک اُجر ضرور ملتا ہے۔ دوسرا مسئلہ تقدیر کا ہے، اس میں اپنی زبان کو قابو میں رکھو، کیونکہ اس مسئلے کی تہہ تک پہنچنا آسان بات نہیں ہے، اجمالی طور پر ایمان رکھیں کہ تقدیر برحق ہے، لیکن زیادہ کھود کرید نہ کریں۔ (انتخاب:..... حافظ محمد سعید لدھیانوی، کراچی)

اس فیصلے کے خلاف ملک بھر میں تحریک چلی اور بالآخر چھ ماہ کی جدوجہد کے بعد سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے یہ فیصلہ واپس لے کر دوسرا فیصلہ جاری کیا، جس کے تحت قادیانیوں کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی قانون سازی کے تحت شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کے فرزند حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ کے اُن پانچ خطباتِ جمعہ کا مجموعہ ہے جو آپ نے انہی دنوں سپریم کورٹ کے فیصلے پر اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمائے تھے۔ ان کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر انہیں اس مجموعہ کی شکل میں مرتب کر دیا گیا، جو بلا شبہ! تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا ایک سنگ میل ہے۔ اس کاوش پر مؤلف و مرتب شکریہ کے مستحق ہیں۔

ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت ''ختم نبوت نمبر''

مؤتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ،

صفحات: ۱۶۰

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز ایمانی فیصلے کو ۷ ستمبر ۲۰۲۴ء تک پچاس سال کا عرصہ بیت چکا ہے، اس دوران اس محاذ پر مختلف تنظیموں اور اداروں نے اپنے اپنے دائرے میں تحفظ ختم نبوت اور دفاع ناموس رسالت کے لئے بے مثال خدمات انجام دی ہیں، انہی میں ایک جامعہ دارالعلوم حقانیہ بھی ہے۔ جس کے بانی شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبدالحقؒ کی خدمات، اور ختم نبوت کے حوالہ سے پارلیمنٹ اور اس کے باہر آپؒ کی جدوجہد کسی سے مخفی نہیں، اسی طرح محافظ پاکستان حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی خدمات بھی تحفظ ختم نبوت کے میدان میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، ان دونوں حضرات کی محاذِ ختم نبوت کی خدمات کو اس ڈیڑھ صد صفحات کے کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ زیر نظر اشاعت عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور پارلیمنٹ میں قادیانیت کو شکست فاش کے پچاس سال مکمل ہونے کے علاوہ ربیع الاول کی مناسبت سے اہم اور خصوصی اشاعت ہے، جو اس عنوان سے مناسبت رکھنے والوں کے لئے ذوق کی چیز ہے۔

☆☆ .... ☆☆

بقیہ:...ڈاکٹر فریدی صاحبؒ

معاملہ بہت مشہور ہوا۔ جب عاصمہ جہانگیر نے اپنے رسالہ ''جہدِ حق'' میں آپ کے خلاف لکھا، تو موصوف نے ایڈووکیٹ عمر خان چوہان کے ذریعہ نوٹس بھیجا اور مقدمہ قائم ہوا۔ بعد میں، عاصمہ جہانگیر کی طرف سے حسین نقی نامی شخص نے ایڈووکیٹ گلزار احمد کے ذریعہ معافی نامہ عدالت میں جمع کروایا۔

وہ حق بات کہنے میں کبھی مصلحت اور خوف کا شکار نہیں ہوئے بلکہ بڑی جرأت مندی اور توانا لہجہ میں بیان کرتے اور اس پر ڈٹ جاتے۔ جب بھی کسی کام کے لیے بڑھتے، پہلے خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ اور اب حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب سے دعاؤں کی درخواست کر کے کود پڑتے۔ آپ سچے عاشق رسول تھے اور اہل بیت علیہم الرضوان سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے متعلق اکثر کہتے تھے کہ ان کی زندگی پر کوئی کتاب نہیں۔ لیکن جب مفتی حسین احمد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جوہر آباد کی طرف سے ''خوشبوئے حسن'' نامی کتاب سامنے آئی، تو ڈاکٹر صاحب نے یکمشت پچاس عدد کتب منگوا کر اہل ذوق کو ہدیہ کیں۔

کچھ عرصہ سے علیل تھے فرماتے تھے کہ: ''اب میرے ساتھ کے سارے چلے گئے اکیلا میں رہ گیا ہوں'' وہ انتہائی کمزوری کا شکار ہو گئے تھے، لیکن تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کا جنون ان کے دل میں ابھی بھی جواں تھا۔ کم نومبر کو ان کی عیادت کے لیے حاضری ہوئی، وہ پریشان معلوم ہو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ ''حضرت! آپ پریشان نہ ہوں، جس مخلصانہ طریقے سے آپ نے ختم نبوت کا کام کیا ہے، آقا مدنی کریم ﷺ آپ کا استقبال کریں گے۔'' انہوں نے کہا کہ ''ان شاء اللہ! 6/نومبر 2024ء کو بروز بدھ رات پونے آٹھ بجے، ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ نے اس دنیا کو الوداع کہا۔ 7/نومبر کو بروز جمعرات سہ پہر ساڑھے تین بجے، مولانا خواجہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں کی اقتداء میں ہزاروں محبان ختم نبوت نے اپنے محبوب راہنما کا جنازہ پڑھ کر الوداع کیا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆ .... ☆☆

حضرت مولانا قاضی عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ آف کلاچی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی عبدالکریم ابن مولانا قاضی نجم الدین ابن قاضی عبدالغفار ابن ملا محمد مسکین ابن احمد ابن اصل الدینؒ، آپ کے آباؤ اجداد میں سے ''اصل الدین'' سب سے پہلے کلاچی میں قیام پذیر ہوئے۔ گزشتہ پانچ سو سال سے آپ کے آباؤ اجداد درس وتدریس میں مصروف رہے۔ آپ کے والد گرامی قاضی نجم الدینؒ کا انتقال ۱۹۶۵ء میں ہوا۔

قاضی عبدالکریمؒ ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے ذہین وفطین تھے، آپ نے حافظ جمال الدینؒ سے قرآن پاک حفظ کیا۔ حفظ کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے والد محترم مولانا قاضی نجم الدینؒ سے صرف ونحو اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ فارغ وقت میں ماسٹر بختاور سے اردو وحساب وغیرہ پڑھتے اور سیکھتے رہے، آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا، چونکہ آپ بچپن سے ہی خداداد صلاحیتوں سے سرفراز تھے، تو خاندان والوں کا اصرار تھا کہ انہیں دنیاوی تعلیم سے بہرہ ور کیا جائے جبکہ والد محترم چاہتے تھے کہ میرا بیٹا عالم دین بنے جب برادری کا اصرار بڑھا تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے شیخ سے مشورہ کرلیتا ہوں جیسے وہ فرمائیں گے ویسے کروں گا، تو آپ کے والد محترم نے اپنے شیخ کو جوابی کارڈ لکھا، ابھی کارڈ شاید کلاچی سے روانہ نہ ہوا کہ والد محترم نے عزم بالجزم کرتے ہوئے آپ کو علوم دین کی تحصیل کے لئے وقف کردیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے والد محترم کے علاوہ مولانا پروفیسر عبدالرحیم کلاچوی سے درجۂ ثالثہ اور کافیہ وغیرہ پڑھے۔

بعدازاں آپ سرگودھا کے مولانا مفتی محمد شفیعؒ بانی مدرسہ سراج العلوم بلاک نمبر ۱ سے درسِ نظامی کی کتب، مولانا صالح محمدؒ، مولانا محمد اسماعیلؒ آف خوشاب (والد محترم قاری سعید احمد مجاہد ختم نبوت)، مولانا خدا بخش بھیرویؒ سے تین سال تک پڑھتے رہے۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے صاحبزادے مولانا احمد سعیدؒ آپ کے ہم درس تھے۔ موقوف علیہ کی کتب آپ نے جامعہ خیر المدارس جالندھر میں پڑھیں اور بانی جامعہ حضرت مولانا خیر محمدؒ نے آپ کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا۔

۱۹۳۷ء میں آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ صحاح ستہ، موطین، شمائل ترمذی آپ نے شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ، مولانا سید اصغر حسینؒ، مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا عبدالسمیعؒ، مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، جیسے اساطین وسلاطین علومِ نبوت سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی اور ایک سال کے قلیل عرصہ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

حضرت تھانویؒ کی خدمت میں:

عیدالاضحیٰ کی چھٹیوں میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں چند روز گزارنے کے بعد دارالعلوم دیوبند واپس ہوئے اور آخر سال تک مصروف تعلیم رہے، دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اپنے وطن کلاچی میں واپس تشریف لائے۔

ژوب (فورٹ سنڈیمین) میں کچھ عرصہ تدریس و افتاء، امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ پانچ سال تک ژوب میں خدمات سرانجام دیں۔

مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ کے مہتمم مولانا حافظ عرض محمدؒ (والد محترم حافظ حسین احمد مدظلہ) کی فرمائش پر آپ کوئٹہ جامعہ مطلع العلوم میں استاذ و ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے ۱۹۴۸ء میں خدمت سرانجام دیتے رہے۔ تقریباً ایک سال تک کوئٹہ میں قیام پذیر رہے۔

مدرسہ نجم المدارس کا قیام:

ایک سال گزارنے کے بعد آپ نے اپنے والد محترم کی سرپرستی اور ان کے نام پر مدرسہ نجم المدارس قائم کیا۔ مدرسہ نجم المدارس کا افتتاح ۹؍ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ مطابق ۷؍فروری ۱۹۴۹ء کو ہوا، اگرچہ ادارہ تقریباً ایک سو سال سے کام کررہا

تھا، لیکن ایک سو سال کے بعد اس قدیمی ادارہ کو نجم المدارس کا نام دیا، جس میں درجہ پرائمری، حفظ و ناظرہ قرآن پاک کے علاوہ درس نظامی ابتداء سے موقوف علیہ تک اسباق سے مدرسہ کا آغاز ہوا اور ایک عرصہ تک کامیابی سے چلتا رہا۔

سالانہ جلسہ:

نجم المدارس کے سالانہ جلسہ میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ شجاع آبادی، مولانا پیر عبدالحئی بہلویؒ شجاع آبادی، مولانا حافظ اللہ وسایاؒ ڈیرہ غازی خان سمیت ملک کے نامور علماء کرام اور مشائخ عظام تشریف لاتے رہے۔ قاضی صاحبؒ ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے، سامعین سے فرماتے کہ: ”اتنے بڑے علماء کرام اور مشائخ عظام کو اس لئے بلایا جاتا ہے کہ آپ ان کے ملفوظات و ارشادات سنیں اور عمل کریں۔“

آپ نے اپنے مدرسہ کے لئے باقاعدہ شوریٰ قائم کی اور اس کا اجلاس بلاتے اور ان کے سامنے مدرسہ کی تعلیمی و تدریسی رپورٹ پیش کرتے اور آپ نے اپنے مدرسہ کو وفاق المدارس کے ساتھ منسلک کرلیا اور وفاق کے نصاب کے مطابق امتحانات کراتے۔ آپ سے ہزاروں طلبا نے علوم نبوت کی تحصیل کی اور مختلف جامعات سے دورۂ حدیث کر کے پورے ملک میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے مختلف قوموں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور ان کے دینی و دنیاوی مسائل حل فرمائے۔

جمعیت علماء اسلام:

جمعیت کے بزرگوں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا حبیب گلؒ کے ساتھ مل کر علاقائی سطح پر جمعیت علماء اسلام کی شاخیں قائم کیں۔ آپ جمعیت کی مرکزی شوریٰ کے رکن رہے۔ اس سے پہلے جمعیت علماء ہند نے ۱۹۴۶ء میں الیکشن میں حصہ لیا تو آپ نے خوب تگ و دو کی اور صوبائی سطح پر دو نمائندے کامیاب ہوئے۔

جمعیت علماء اسلام کے دستور اور اسلامی منشور کے مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ جمعیت کے ڈویژنل امیر، صوبائی نائب امیر بھی رہے۔ آپ نے جمعیت علماء اسلام میں موثر کردار ادا کرنے کی وجہ سے جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور جدوجہد کی۔ نیز ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں کثیر رفقاء کے ساتھ گرفتاری پیش کی، اس دوران ضلع کی سطح پر تحریک نفاذِ شریعت بصورت فقہ حنفی اور مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے مغربی جمہوریت کے خلاف اور اسلامی انتخابات کے لئے جدوجہد میں مصروف رہے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں مولانا مفتی محمودؒ کی کامیابی کے لئے شب و روز محنت کی، جب مولانا مفتی محمودؒ وزیر اعلیٰ سرحد مقرر ہوئے تو آپ وقتاً فوقتاً مفید مشوروں سے آگاہ کرتے حضرت قاضی صاحبؒ کا اصلاحی تعلق شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ سے رہا اور ان سے مجاز بھی ہوئے اور اپنے شیخ سے خط و کتابت کے ذریعہ تصوف کے وہ عظیم نکات معلوم کئے جو بڑی بڑی کتابوں میں نہیں ملتے، جنہیں مکتوبات افغانی کے نام سے شائع کیا گیا۔ آپ نے اپنے علاقہ کے مسلمانوں کی فقہ و فتاویٰ کے ذریعہ بھی بھرپور خدمت کی۔ آپ کی پوری زندگی درس و تدریس، دعوت و تبلیغ اور احقاق حق اور ابطال باطل میں گزری۔ آپ نے جسے حق جانا اسے برملا کہا، چاہے اس سے بڑے لوگ ناراض کیوں نہ ہوں۔ جمعیت علماء اسلام کے یوم تاسیس سے لے کر اپنی وفات تک عظیم الشان کردار ادا کیا فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے دور میں جب عائلی قوانین کے نام سے لادینیت پھیلانے کی کوشش کی گئی تو آپ نے عائلی قوانین کے خلاف بھی بھرپور اور موثر آواز اٹھائی۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حضرت مفتی صاحبؒ کے لئے بھرپور کمپین چلائی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں موثر کردار ادا کیا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی آپ کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ جب جمعیت دو گروپوں میں تقسیم ہوئی، ایک گروپ کے لیڈروں میں آپ کے برادر خورد مولانا قاضی عبداللطیفؒ بھی شامل تھے تو عملی سیاست سے کنارہ کش ہوگئے، اور اپنے آپ کو درس و تدریس کے لئے وقف کردیا۔

تصنیف و تالیف:

آپ نے وقتاً فوقتاً اہم موضوعات پر قلم اٹھایا۔ تفصیل درج ذیل ہے: نجم الفتاویٰ، شرح بذل القوہ فی حوادث سنی النبوۃ (غیر مطبوعہ)، مکاتیب الکریم، نفاذ شریعت اور پاکستان، برگ سبز، اسلام کی بنیادی تعلیمات، رسالہ حیات النبی، شمس الفرقان، اربعین نبوی، محبوبِ خدا کا

پیغام دکانداروں کے نام، چالیس موتی، حالات حاضرہ کا مختصر تجزیہ اور اس کا اسلامی حل، علماء و اولیاء دیوبند، فتنہ عتیق گیلانی، اسلامی انقلاب کا قرآنی راستہ، گلدستہ احادیث، عدالتی طلاق، دارالعلوم دیوبند کا فیضان عام، انوار الشمس، نسیم الریاض ملقب بتحفہ حفاظ سمیت ۲۷، رسائل تحریر فرمائے۔

وفات:

طویل علالت کے بعد ۲۲ رشوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ راگست ۲۰۱۵ء تقریباً رات دس بجے ڈسٹرکٹ ہسپتال ڈیرہ اسماعیل خان میں انتقال فرمایا۔ اگلے دن ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں آبائی قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا

(نوٹ) ۱۳ ر اکتوبر ۲۰۲۴ء کو کلاچی کانفرنس میں شریک ہوا، حضرت مرحوم کے مدرسہ نجم المدارس میں حاضری ہوئی، ان کے جانشین نے حضرت قاضی صاحبؒ کی سوانح نقوش حیات عنایت فرمائی، یہ مضمون اس سے تلخیص کیا گیا ہے۔☆☆

مولانا قاضی عبداللطیف اختر شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے۔ آپ نے اپنی دینی تعلیم کی تکمیل جامعہ مخزن العلوم خان پور سے کی اور وقت کے جید عالم دین، علوم قدیم و جدید کے ماہر مولانا واحد بخشؒ کوٹ مٹھن اور شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی اور سند فضیلت حاصل کی۔

قیام پاکستان کے بعد جب قادیانی سرگرمیاں بام عروج کو پہنچیں اور ردِ قادیانیت کا محاذ منتشر ہو چکا تھا، تو امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام خطوط آنے لگے کہ ”قادیانی منہ زور گھوڑے کی طرح دولتیاں مار رہے ہیں اور آپ خاموش ہیں۔“ تو شاہ جیؒ نے مولانا محمد علی جالندھریؒ سے فرمایا کہ آپ مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان کو تلاش کریں اور علماء کرام کو قادیانیت پر تربیت دیں تو مولانا جالندھریؒ، مولانا محمد حیاتؒ کو خیر پور میرس سندھ سے تلاش کر کے لائے اور ختم نبوت کورس کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے جس کیمپ نے مولانا محمد حیاتؒ سے تربیت لی، ان میں مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ بھی شامل تھے۔

کورس سے فراغت کے بعد آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ بنا دیئے گئے اور آپ نے شاہ جیؒ، مولانا قاضی احسان احمدؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، امراء مجلس کے ادوار میں ملک بھر میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو نامور مبلغین اور مناظرین سے سرفراز فرمایا تھا۔ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ تو آپ کے استاذ محترم تھے۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ کی رفاقت حاصل رہی۔ آپ گوجرانوالہ، چیچہ وطنی اور دوسرے علاقوں کے مبلغ رہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء نامی کتاب میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ایک انٹرویو لیا، فرماتے ہیں: ”۱۹۵۳ء کی تحریک کے زمانہ میں، میں گوجرانوالہ میں تعینات تھا۔ تحریک کے شباب کو قائم رکھنے کے لئے ضلع بھر کر دورہ کیا۔ پورے ضلع میں تحریک مثالی طور پر کامیاب طریقہ سے چل نکلی، تو ہمارے ذمہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ آپ نے شیخوپورہ، فیصل آباد اور جھنگ کا دورہ کرنا ہے۔ چنانچہ ایک ٹرک پر کارکنوں کی کھیپ لے کر ان اضلاع کے دورہ پر چل نکلا۔ فیصل آباد اور شیخوپورہ کا کامیاب دورہ کیا، ٹرک پر اسپیکر نصب تھا، جگہ جگہ خطاب ہوئے۔ مخبری ہوگئی ہم فیصل آباد سے جھنگ کے لئے روانہ ہوئے، جھنگ سے پہلے فیصل آباد روڈ پر ریلوے پھاٹک ہے، ہمارا قافلہ پہنچنے سے پہلے ریلوے پھاٹک بند کر دیا گیا، پولیس کی بھاری نفری موجود تھی، جونہی ٹرک پھاٹک پر پہنچا تو ہمیں ٹرک اور اسپیکر سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ مختلف دفعات کے تحت پرچہ درج ہوا، ناجائز اسلحہ، ربوہ پر حملہ، مرزائیوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ وغیرہ دفعات لگا دی گئیں۔ جھنگ جیل پہنچے تو وہاں مولانا محمد ذاکرؒ (بانی جامعہ محمدی شریف)، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا محمد حسین چنیوٹیؒ وغیرہ علمائے کرام

کی ٹیم موجود تھی، سرسری سماعت کے بعد چھ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا سنادی گئی، جو پوری کر کے رہا ہوئے۔‘‘

(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء،ص:۸۷۴)

چونکہ آپ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے چچازاد بھائی اور داماد تھے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ جانشین مقرر ہوئے، شاہی مسجد کی امامت وخطابت، شاہی عید گاہ کی خطابت اور حضرت قاضی صاحبؒ کے دوسرے معاملات آپ کے سپرد کردیئے گئے۔

مسجد کی خطابت وامامت، مدرسہ حدیقۃ الاحسان کے نظم کی وجہ سے آپ نے مجلس کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا، لیکن جماعتی تعلق برقرار رکھا۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مولانا لال حسین اخترؒ کے ادوار میں آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کانفرنسوں (چنیوٹ، بہاولپور، چناب نگر) میں شریک ہوتے۔ ہنس مکھ اور شگفتہ مزاج انسان تھے۔ راقم کی دعوت پر بہاولپور کی کانفرنسوں میں کئی مرتبہ شریک ہوئے۔ خوش لباس وخوش خوراک تھے، ہمیشہ اچھا پہنتے اور اچھا کھاتے تھے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کے انداز خطابت کو اپنانے کی کوشش فرماتے۔ راقم جب چھٹی پر گھر جاتا توان کے در دولت اور مسجد میں حاضری ضرور دیتا اور اب بھی دیتا ہے۔ آپ کو اللہ پاک نے تین بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ ایک بیٹا مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں شہید کردیا گیا۔ ایک بیٹا گم کردیا گیا۔ اس کی تلاش میں شہروں پھرے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کئے لیکن وہ بیٹا نہ مل سکا۔ جس کے صدمہ نے انہیں ادھ موا کردیا۔ فالج کا اٹیک بھی ہوا۔ ۲۵؍جنوری ۲۰۰۴ء کو صبح نماز کے لئے بیدار ہوئے۔ بیڈ ٹی کی عادت تھی۔ بیٹی نے سنتوں اور فرضوں کے وقفہ کے دوران چائے کا کہا، فرمایا: لے آئیں۔ اور صبح کے فرض شروع کئے۔ سجدہ میں تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ بیٹی چائے لے کر آئی کہ ابا حضور سجدہ میں ہیں۔ ایک منٹ، دومنٹ اس نے اپنی والدہ کو آواز دی، والدہ نے بیٹے کو آواز دی: قمر، قمر، قمر کے آنے سے پہلے جان جانِ آفرین کے سپرد کر چکے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ کی امامت حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے کرائی۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کو قبرستان نور شاہ بخاری میں حضرت قاضی صاحبؒ کی قبر مبارک کے قریب سپرد خاک کردیا گیا۔ آپ کے موجودہ اکلوتے فرزند ارجمند مولانا قاضی قمرالصالحین سلمہ آپ کے جانشین مقرر ہوئے اور آپ کی آبائی شاہی مسجد، شاہی عیدگاہ کی امامت وخطابت اور مدرسہ حدیقۃ الاحسان سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک اس خاندان کو قیامت تک آباد وشاداب رکھیں، آمین ثم آمین، یا الٰہ العالمین۔

☆☆ .... ☆☆

گناہ مصیبتوں کا سبب ہیں

حقیقتِ حال بھی یہی ہے کہ دنیا میں جب بھی مسلمانوں کو انفرادی یا اجتماعی طور پر نقصان پہنچا یا آئندہ کبھی نقصان ہوگا، اس کا سب سے بڑا سبب یہی گناہ ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ نے اس حوالے سے ایک رسالہ ’’جزاء الاعمال‘‘ تحریر فرمایا ہے، اُس کے پہلے باب میں مختلف گناہوں کے دنیاوی اور اُخروی نقصانات بیان فرمائے ہیں اور انہیں الگ الگ فصلوں میں بیان کیا ہے، اس کے بعد فصل نمبر ۱۷ میں اُن گناہوں کو بیان فرمایا ہے جن کے کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ اکثر ایسے گناہ ’’گناہِ کبیرہ‘‘ ہوتے ہیں اور گناہِ کبیرہ کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ جن گناہوں پر قرآن وحدیث میں اللہ جل شانہ یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے وعید وارد ہوئی ہو، وہ کبیرہ گناہ ہیں۔ خواہ وہ وعید کسی عذاب کی ہو یا جہنم کی ہو یا اس پر لعنت وارد ہوئی ہو۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ گناہ خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، ان سے بچنا ضروری ہے، اس حوالے سے سمجھانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک وعظ میں بیان فرمائی ہیں کہ کبیرہ گناہ ایسا ہے جیسے بڑا انگارا اور گناہ صغیرہ ایسا ہے جیسے چھوٹی چنگاری، کوئی عقلمند آدمی یہ نہیں کہے گا کہ انگارا بڑا ہے، لہٰذا اُس سے بچنا چاہئے اور چنگاری چھوٹی ہے، اسے جیب میں رکھ لیں تو کوئی حرج نہیں، بلکہ دونوں سے بچنے کا کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کی مثال ہے، ہر عقلمند انسان ان دونوں قسم کے گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرے گا اور کرنا بھی چاہئے۔ (مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ)

بمقام
مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر سندھ
زیر انتظام
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
ضلع سکھر سندھ
سالانہ
پروقار
تحفظ ختم نبوۃ کانفرنس
بتاریخ
3 جنوری 2025 جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب
زیر صدارت
حضرت مولانا قاری جمیل احمد بندھانی صاحب
زیر سرپرستی
خطیب اللہ والی مسجد بندر روڈ سکھر
مولانا مفتی مسعود افضل ہالیجوی
مولانا عبداللطیف اشرفی
حافظ حمد اللہ صاحب
مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام پاکستان
سائیں عبدالمجیب قریشی صاحب
درگاہ عالیہ راشدیہ پیر شریف
قاضی احسان احمد صاحب
مفتی محمد راشد مدنی
مرکزی مبلغ
مولانا محمد حسین ناصر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سکھر ڈویژن
برائے رابطہ
0302-3623805
0300-3131165
0303-6631714,0332-4146316,0303-5561802